سورۂ حج مدنیہ ہے اسمین ۷۸ آیتین ہین

ستہتر یا اٹھتر آیتین ہین عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سورۂ حج کو باقی قرآن پر دو سجدون سے فضیلت دی گئی ہے آپنے فرمایا ہان اور جو شخص یہ دونون سجدے نہ کرے تو اسکو نہ پڑھے اور ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ایک ہی سجدہ ہے۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى

سُکٰری۔ سَکْرٰی حمزہ و کسائی کی قراءۃ فتح سین اور سکون کاف کیساتھ ہے یہ دو لغتیں ہیں

لہ ابن مردویہ ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا سورۂ حج مدینہ مین اتری اور اسی طرح ابن زبیر سے بھی (در) اور اکثرون نے کہا کہ یہ سورہ مختلط ہے بعض مکی ہے بعض مدنی قرطبی نے کہا یہی صحیح ہے ۲ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و حاکم اور بیہقی اپنی سنن میں اور ابن مردویہ (در) امام شافعی و امام احمد کا یہی مذہب ہے یعنے اس سورہ مین دو سجدے ہین ۳ ابن ابی شیبہ (در) یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے

زلزلۃ۔ حقیقۃ الزلزلۃ التحریک بعنف وھو المراد ھنا۔ فاضافتھا للساعۃ ان کان للفاعل فھو تجوز فی النسبۃ کقولہ مکر اللیل لان المحرک ھو اللہ (خفاجی) یوم ترونھا۔ اس ہول کی تصویر کھینچ دی ہے۔ اور ضمیر زلزلہ کی طرف راجع۔ اور یوم تذھل سے منصوب ہے۔ تذھل۔ ذھل عن الشیٔ نسیہ وغفل عنہ وبابہ قطع وذھل بالکسر ذھولا (مختار) مرضعہ۔ وہ کہ بالفعل دودھ پلا رہی ہو۔ اور مرضع وہ کہ جسکی شان یہ ہے کہ دودھ پلائے اگرچہ وہ اسوقت دودھ نہ پلا رہی ہو (کبیر) سکرٰی۔ السکران ضد الصاحی والجمع سکرٰی و سکارٰی بفتح السین وضمھا والمرأۃ سکرٰی (مختار)

النصف

وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ۝ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک
بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن تم اُسکو دیکھو گے کہ ہر دودہ پلانیوالی اپنے دودہ پیتے (بچے) کو بھول
جائیگی اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ ڈالدیگی (حمل گر پڑین گے) اور (اے مخاطب) تو لوگونکو متوالا
دیکھے گا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہین لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے اللہ تعالےٰ اپنے بندونکو تقوی کا حکم فرماتا ہے
اور ان زلازل واہوال قیامت سے جو اُن کے روبرو آنیوالے ہین ڈراتا ہے۔ یہ ہول
فزع اُسوقت ہے کہ جب لوگ قبرون سے اُٹھائے جائین گے۔ اور روز قیامت عرصات
مین آئین گے۔ چنانچہ مخبر صادق نے فرمایا اور احادیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایک سفر مین تھے اور اصحاب سے قریب ہو گئے تھے کہ آپ نے بلند آواز سے یہ دو آئتین
یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ سے شَدِیْدٌ تک پڑھین۔ جب اصحاب نے سنا تو اونٹون اور سواریونکو

لہ اِنَّ کے معنی تعلیل کے بھی ہوتے ہین۔ ابن جنی اور اہل بیان نے اسکو ثابت کیا اور وہ بھی تاکید کی ایک قسم ہے (اتقان جلد اول صفحہ ۱۵۰) اسی لئے بیضاوی نے کہا علل امرھم بالتقوی الخ ۲ه اسی کو شیخ ابن حجر نے اختیار کیا ہے یعنے یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا اور جو جس حال پر مرا ہے اُسی حالت پر مبعوث ہوگا۔ اگر کوئی عورت حاملہ یا مرضعہ مری ہے تو اسی حالت پر مبعوث ہوگی تو اسوقت کلام اپنے حقیقی معنی پر رہا۔ اور جو حقیقی معنی نہ لئے جائین تو وہ فرض و تمثیل ہے جس طرح کہتے ہین کہ اسقدر غم ہوا کہ کمر ٹوٹ گئی یا بوڑھا ہو گیا قولہ تعالےٰ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا۔ مراد شدت غم و شدت خوف و اندوہ ہے۔ اور بعضے کہتے ہین کہ اس زلزلہ کا وقوع آخر عمر دنیا مین اور اول احوال قیامت مین ہوگا۔ ۳ه ترمذی اور تصحیح بھی کی اور ابن جریر وغیرہم۔ (در) امام احمد و بخاری و مسلم سے روایتین ہین جس مین یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ اور بہت سے احادیث ہین در منثور مین دیکھو۔ ۱۲

تیز ہانک کر نزدیک ہوئے اور جانا کہ آپ کچھ کہنے والے ہین۔ جب آپکے گرد ہوگئے تو آپ نے فرمایا
کہ تم یہہ جانتے ہو کہ یہہ کب ہوگا۔ یہ اسوقت ہوگا کہ رب عزوجل آدم علیہ السلام کو پکاریگا اور فرمائیگا کہ اے
آدم دوزخ کا حصہ بھیج دو۔ آدم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے رب جو دوزخ کو بھیجا جائیگا وہ کیا ہے۔
اللہ تعالے فرمائیگا کہ ہر ایک ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخ مین اور ایک جنت مین یہ سُن کر آپکے
اصحاب بہت ناامید ہوگئے اور اسی یاس و ناامیدی مین رونے لگے جب آپنے یہہ دیکھا تو فرمایا کہ
خوش رہو اور عمل کرو۔ قسم اُسکی جسکے ہاتھہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ تم دو مخلوق کے ساتھہ ہو۔ کہ
جس چیز سے انکا مقابلہ کیا جائے اُس سے زیادہ نکلین گے وہ یاجوج ماجوج ہین اور جو اولادِ آدم
مین سے (جاہلیت مین) ہلاک ہوچکے ہین اور اولاد ابلیس کی۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے
اصحاب سے وہ بات ناامیدی کی جسکا غم چھا گیا تھا جاتی رہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خوش رہو
اور عمل کرو کہ قسم اُسکی جسکے ہاتھہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ لوگون مین تم نہین ہو مگر ایسے کہ جیسے
ایک تل اونٹ کے پہلو مین ہوتا ہے یا جیسے داغ چارپایہ کے بازو مین ہوتا ہے" **بعد** بیان
قیامت اُن لوگون کا حال بیان فرماتا اور اُنکی مذمت کرتا ہے جو جہالت سے قیامت وغیرہ کا
انکار کرتے تھے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ

ومن الناس ۔ یہ آیت نضر بن حارث کی شان مین اتری۔ سدی ابی مالک سے اور اسی طرح ابن جریج نے
کہا۔ (ابن کثیر) مرید۔ المارد العاتی و بابہ ظرف ھو مارد و مرید (مختار)
سرکش

22-

کُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ اور بعض لوگ

ایسے بھی ہین جو اللہ (کے بارے) مین بے جانے (بوجھے) جھگڑتے اور ہر شیطانِ سرکش کے

پیچھے ہو لیتے ہین جسکی قسمت مین لکھا جا چکا ہی کہ جو اسکی رفاقت کریگا تو بے شک وہ اسکو

گمراہ کریگا اور اسکو دوزخ کی جانب لیجائیگا۔ آجکل بھی مذہب کی آزادی نے زور پکڑا ہی۔ دین کا

بدلنا کپڑون کے بدلنے سے بھی آسان ہوگیا ہے۔ متواتر اخبار اور ہزارون معجزات اور صدہا

دلائل عقلیہ و نقلیہ سے جو باتین ثابت ہوین اہل دنیا کے سراسر غلط و مہمل اقوال سے وہ چھوٹے

جارہے ہین۔ جماعت انبیا علیہم السلام ایک طرف۔ کافر و گمراہ نیچر ایک طرف۔ اسی لئے وہ شیطان

کے ہمراہ دوزخ مین جائین گے۔ اور ہم خدا چاہا تو حسب ارشاد خداوندی يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ

النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نبی کریمؐ کے ہمراہ رہین گے بعد بیان منکرین قیامت اسکا ثبوت

5 دو دلیلون سے دیکر اسطرح منکرون پر حجت قایم فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ

رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

السعیر۔ النار (مختار) مخلقة وغیر مخلقة۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مخلقہ وہ بچہ ہے جو زندہ پیدا ہوا اور
غیر مخلقہ وہ ہے کہ حمل گر گیا۔ ابن ابی حاتم اور تصحیح بھی کی۔ عکرمہ نے فرمایا کہ علقہ خون ہے اور مضغہ گوشت ہے اور
مخلقہ جسکی خلقت پوری ہوئی ہوا اور غیر مخلقہ جو حمل ساقط ہوگیا ہو۔ عبد ابن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم
(در) ابن کثیر نے لکھا کہ کبھی تو حمل قبل تشکیل و تخطیط کے گر جاتا ہے اور کبھی بعد تشکیل و تخطیط کے اسی لئے فرمایا
ثم من مضغة مخلقة و غیر مخلقة یعنے جس طرح تم مشاہدہ کرتے ہو ۱۲

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ اے لوگو اگر تمکو (قیامت کے دن پر) جی اٹھنے مین

کسی طرح کا شک ہو تو ہم نے تم کو (ابتدا مین) مٹی[1] سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے

پھر گوشت سے بنایا (کسیکو) پورے نقشہ سے کسی کو ناتمام تاکہ تم پر[2] (اپنی کمال قدرت) ظاہر کرین

اور ہم عورتون کے پیٹ مین جسکو چاہین ایک وقتِ مقرر تک ٹھہرائے رکھتے ہین پھر تمکو بچہ

بنا کر نکالتے ہین پھر (تم کو پرورش کرتے ہین) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو ۔ اور تم مین سے

ونقر فی الارحام ۔ یعنے اور کبھی رحم مین نطفہ کو ایک مدت معین تک ٹھہرائے رکھتے ہین جو ساقط نہین ہوتا اشدکم اشد کمال قوت وعقل وتمیز ہے یہ ان الفاظ جمع سے ہے کہ جسکا واحد مستعمل نہین ہوا (کبیر) ارذل العمر یعنے بڑہاپا ضعف قوت وعقل وغیرہ جس سے مثل طفلی کے حالت ہوجاتی ہے ھامدۃ ۔ خشک ومردہ ابن جریج نے کہا جس مین رویدگی نہو (ابن جریر) ھمدت النار سے استعارہ ہے ۔ اھتزت ۔ اہتزاز خوشی سے اچھی طرح جنبش کرنا ۔ یا تو یہان زمین کے قوائے نامیہ کی حرکت مراد ہے یا نباتات اُگے اور لہلہائے ربت ۔ پھولی اور بلند ہوی یا بسبب نباتات کے بلند ہوی ۔ زوج ۔ ھنا بمعنی الصنف لا بمعناہ المعروف ۔ (خفاجی) ۔ بھیج ۔ البھجۃ الحسن وبابہ ظرف فھو بھیج ۔ (مختار) [1] اصلِ خلقت یعنے پیدایش آدم علیہ السلام کی مٹی سے ہے یا یہ کہ مٹی سے انسان کی غذا پیدا ہوتی ہے وہ اُسکو کھاتا اور اُس سے خون وغیرہ چیزین بنتین اور منی بھی اُسی سے بنتی ہے (کبیر) [2] گویا تعلیل اطوارِ خلقت کی ہے یعنے ہم نے تم کو ایک حال سے دوسرے

کسیکی (عمر طبعی سے پہلے) روح قبض کرلیجاتی ہے اور تم مین سے کوئی نکمّی عمر کی جانب لوٹا دیا

جاتاہے تاکہ سمجھے پیچھے کچھ نہ سمجھے۔ اور (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے

پھر جب ہم اُسپر پانی برسادیتے ہین تو وہ لہلہانے اور اُبھرنے لگتی ہے اور ہر طرحکے خوشنما

روئید گی اگاتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق مصدوق

ہین کہ تم مین سے ہر کسیکی خلقت اُس کے ماں کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی

ہے پھر اُسیقدر مدّت مین جما ہوا خون ہوجاتی ہے پھر اُسیقدر مدت مین وہ گوشت کا

لوتھڑا ہوجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالے اُسکی جانب ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اُسمین روح پھونکتا

ہے۔ اور اُسکو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اُسکا رزق و اجل و عمل اور شقی ہے یا سعید

ہے لکھتا ہے۔ پھر قسم ہے اُس الٰہ کی جس کے سوائے کوئی الٰہ نہین ہے کہ آدمی اہل جنت کے

عمل کیا کرتا ہے حتے کہ اُسکے اور جنت کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) حال مین اسی لئے منتقل کیا تاکہ تمکو اس تدریج عجیب سے اپنی قدرت و حکمت دکھلائین کہ جو خاک اور پانی سے بشر پیدا کرسکتا ہے پھر اُسی کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے حالانکہ ان دونون مین تباین ظاہری ہی اور پھر اُس نطفہ کو علقہ کردیتا ہے اور علقہ کو مضغہ اور مضغہ کو ہڈیان (پھر بعضے وقت قبل نقشہ بننے کے حمل گر پڑتا ہے اور بعضے وقت نقشہ بنے بعد) اور کبھی ایسے عجیب حکمت کا آدمی بنا دیتا ہے جس مین قوائے و حواس و عقل ہے تو جس مین یہ قدرت ہو اعادہ کرنے پر بدرجۂ اولےٰ قادر ہے (سراج) ؎ یہ قدرت کی دوسری دلیل ہے ؎ امام احمد و بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ (در)۔

اُسپر کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیون کا عمل کرنا شروع کرتا ہی پھر وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہی
اور آدمی اہلِ دوزخ کے عمل کیا کرتا ہے یہانتک کہ اُسمین اور دوزخ مین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ
رہجاتا ہی کہ اُسپر کتاب سابق ہوتی ہے پھر وہ اہلِ جنت کا عمل کرتا ہے تو جنت مین داخل ہوتا ہی جب
اللہ تعالےٰ نے دو نون دلیلون کو بیان فرمایا تو اب اُسکا نتیجہ و مطلوب ذکر فرمایا جو پانچ باتین
ہین ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّأَنَّ
السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ یہ (تصرف) اس بات
کی دلیل ہے کہ اللہ برحق ہے اور وہی مُردونکو جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - اور یہ کہ قیامت
آنیوالی ہے اسمین کسی طرحکا شک نہین اور یہ کہ اللہ اونکو جلا اُٹھائیگا جو قبرون مین ہین - جب
يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ - فرماکر پیروی کرنیوالونکی مذمت کی پھر دو دلیلون سے قیامت کو

ذٰلِكَ - اشارہ طرف مذکور کے ہے اور وہ مبتدا ہے خبر اُسکی بان اللّٰه هو الحق ہے ۱۲ عرائس مین ہے - اے
لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بیشک قیامت کا ہونچال ایک بڑی بھاری چیز ہے الخ اللہ تعالےٰ نے ندائے وعید
سے اُن لوگون کو پکارا جو عہدِ ازل کو بھول گئے کہلے غافلو تم کس خیال مین ہو - روز قیامت کے ظہور جلال سے ڈرو
اور عذاب فرقت سے بچو کیونکہ وقتِ ظہورِ انوارِ عظمت و جلال و غضبِ کبریائی کے تمام مخلوقات زلزلہ مین آئیگی اور
کوئی چیز اُسوقت حفظ و امن مین نہین ہے مگر وہی جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے حفظ مین رکھا اور وہ اہلِ تقوےٰ
ہین - اور حقیقتِ تقوےٰ یہ ہے کہ خروج للّٰه باللّٰه عما دون اللّٰه ہو - یعنی سوائے حق عز و جل کے سب سے
خارج ہو اور یہ خارج ہونا اللہ تعالےٰ کے ہی واسطے ہو اور اُسی کے حول و قوت سے ہو - اپنی انانیت سے
نہ ہو - بعض نے کہا کہ تقوےٰ یہ ہے کہ کوئی چیز تیرے مولےٰ سے تجھے اپنی طرف مشغول نہ کرے اور یہ آزادی ہے اور

ثابت فرمایا ایک تو آدمی کی پیدایش دوسری خشک زمین کا سرسبز کردینا تو جو اُسپر قادر ہے وہ مرے
بعد زندہ کردینے اور قبروں سے جِلا اُٹھانے پر کیونکر قادر نہ ہوگا۔ پھر بطور نتیجہ کے پانچ باتونکو ثابت کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۳) جس نے جزا چاہی وہ تقوے کے اعلےٰ مرتبہ پر نہیں ہے اگرچہ اسکے لئے وعدۂ نیک ہے۔ اور (اے مخاطب) تو لوگوں کو متوالا دیکھے گا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں انا یہ شیخ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عزت وجبروت وعظمت آلہی دیکھکر لوگ بیہوشی میں ہوجائینگے حتے کہ انبیا علیہم السلام کی کیفیت یہانتک ہوگی کہ نفسی نفسی کہینگے۔ اُستاد وغیرہ نے اشارہ کیا کہ بندے دو قسم پر ہیں اولیا ہیں اور اعدا ہیں۔ اولیا تو دنیا میں حالتِ سُکر میں ہیں اور اعدا وہاں حالتِ سکر میں ہونگے ولیکن ان دونوں سکر میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اولیاء کا سکر دنیا میں ہو یا آخرت میں ہو جانبِ رحمت سے ہے۔ اور اعدا کا سکر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جانبِ قہر سے ہے تو دنیا میں اعداء کا سکر اس غفلت سے ہے جو ظہورِ قہر ہے۔ اور سکر اہل اطاعت کا بدائع افعال قدرت دیکھنے سے ہے۔ اور سکرِ مریدین لمعانِ انوار سے۔ اور سکرِ محبین کشفِ اسرار سے۔ اور سکرِ مشتاقین دیدارِ نورِ صفات سے۔ وسکرِ عاشقین مکاشفۂ انوارِ ذات سے۔ اور سکرِ مقربین ہیبت اور جلال سے۔ اور سکرِ عارفین طلوعِ ایامِ وصال سے۔ اور سکرِ موحدین استغراقِ بحرِ اولیت سے اور سکرِ مرسلین اطلاعِ اسرارِ ازلیت سے ہے۔ پس بعض تو مستِ عظمت ہے اور بعض غرقِ عزت ہے۔ اور بعض غایب بجمال ہے اور بعض فانی بجلال ہے۔ اور بعض بقائے حق میں ہوشیار رہے اور بعض مضمحل بکبریائی اور بعض مدہوشِ حلاوتِ خطاب ہے۔ اور بعض مستِ نشۂ انبساط اور بعض مستِ نشۂ عتاب ہے۔ اور بعض مستِ کشفِ نقاب ہے۔ اور بعض تو آئینۂ التباس سے جمالِ قِدم دیکھتا ہے۔ اور بعض خالص مشاہدۂ ازل میں مستغرق ہے۔ یہ لوگ درحقیقت سُکاری ہیں اپنے اپنے منازل میں شہودِ قرب میں یا قُربِ القرب میں ہیں۔ اور جو شخص کہ سوائے حق عزوجل کے مست ہے وہ غضب میں گرفتار رہے۔ اور بعضے لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں بے جانے (بوجھے) جھگڑتے ہیں یہ مجادلہ کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کے دماغ کی قوتِ خیالیہ غالب ہے اور وہ محسوسات پر نظر رکھتے ہیں۔

بیان سکر

اب اُسکا ذکر فرماتا ہے جو بغیر علم کے لوگون کو گمراہ کرتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيۡرٍۙ ثَانِىَ عِطۡفِهٖ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ لَهٗ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّنُذِيۡقُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ

لیضل ابن کثیر و ابو عمرو [illegible] فتح یا کے یعنے تا کہ گمراہ ہووے یعنے ہمیشہ گمراہی مین رہے یا یہ کہ گمراہی زیادہ ہووے ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۴) اور اللہ تعالےٰ کی شان مین قیاس و خیال دوڑاتے ہین جیسے فرقۂ مجسمہ و معتزلہ وغیرہا۔ تو جب انہون نے خیالات سے دین مین کام لیا اور ناقص اوہام و قیاسات کو دخل دیا تو ضرور ہوا کہ گمراہ ہوئے اور بھٹک گئے اور تم مین سے کوئی نکمی عمر کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے تا کہ سمجھنے بوجھنے کچھ نہ سمجھے۔ اسکا تعلق انسانِ عارف کے نفس کے ساتھ بھی ہوتا ہے کیونکہ ہر نفس جب تک کہ آخرت مین واصل نہ ہو تمام امتحانات مین پڑتا ہے سوائے اسکے کہ ایک درجہ کفر کا ہے۔ اور لیکن جو امور کافرون کے ساتھ ہین اُس کے تطارد نفس مین باوجود ایمان کے باقی رہتے ہین۔ اور یہ ایک معرفتِ شریف ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اسپر توجہ مبذول رکھے اور کبھی نفس کے خطرات سے غافل نہ رہے۔ اور یہان ایک اشارہ نفسِ عارف کے لئے یہ ہوسکتا ہے کہ اول مجاہدہ کے بعد جب مشاہدہ مین پہونچا۔ اور علوم غیبیہ سے ممتاز ہوا تو اکثر نفس اسکو افشا کرتا ہے۔ تو مشاہدہ سے پھر مجاہدہ مین ڈالا جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جاننے کے بعد گویا کچھ نہین جانتا ہے تا کہ نفس کے دعاوی مضمحل کر دئے جائین۔ اور یہ اہل التحقیق کا حال ہے جنھون نے افشائے راز کیا ہو۔ ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ لغزش سے نفس کی پناہ دے اور وہی مردون کو جلاتا ہے۔ یعنے جب وہ عدم معرفت سے مرجاتے ہین تو انکو اپنی معرفت مین زندہ کرتا ہے اور بعد موتِ فراق کے اپنے مشاہدہ سے حیات دیتا ہے ۱۲ علم سے مراد علم طبیعی ہے هدى۔ استدلال و نظر جو معرفت تک پہونچائے۔ کتٰب منیر۔ وحی ہے معنے اسطرح ہوئے کہ بغیر مقدمۂ ضروریہ و نظریہ و سمعیہ کے جھگڑا کرتا ہے (کبیر) ثانی عطفه قال ابن عباس مستكبرا في نفسه۔ وقال مجاهد و قتادة لاوٍ عنقه وعن ابن عباس رضي الله عنهما يعرض عن ذكري۔ علامہ ابو جعفر طبری نے فرمایا کہ یہ تینون قول قریب قریب ہین کیونکہ جو متکبر ہوتا ہے تو اُسکا یہی حال ہے کہ جس سے کہ تکبر کرتا ہے اُس سے روگردان بھی ہوتا ہے۔ اور متکبر کی گردن بھی ہمیشہ کچھ نہ کچھ بل کھاتی رہتی ہے اور اینٹھنا بھی اسکے لئے ضروری ہے ذلك۔ اى الخزى والعذاب ۱۲

ع ۱۰

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ؏ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر کتابِ روشن کے

اپنی گردن موڑکر (یعنے اینٹھا ہوا) خدا کے بارے مین جھگڑا کرتا ہے تاکہ (مومنین کو) خدا کے راستے

سے گمراہ کرے۔ اسکو دنیا مین رسوائی ہے اور روزِ قیامت (بھی) ہم اسکو سوزش کا عذاب

چکھائینگے۔ (اور اس سے کہینگے کہ) یہ اسکا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھ آگے بھیج چکے ہین اور یہہ

کہ اللہ بندونپر ظلم نہین کرتا۔ یہہ آیت ہر جاہل و گمراہ اور گمراہ کرنیوالے کو شامل ہے جو بغیر علم کے

لوگونکو بہکاتا ہے۔ ابوطالب مکی[1] فرماتے ہین کہ اکثر سوءِ خاتمہ تین گروہ کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ

گمراہ بدعتی (نیچر) جنکا ایمان عقل پر موقوف ہے اور جو عقل کے خلاف ہو اسکا انکار کرتے ہین

اُن کے لئے اللہ تعالےٰ کی پہلی قدرت یہ ظاہر ہوگی کہ جب اسکو آخر وقت خلافِ عقل[2] باتین ظاہر

ہونگی تو اسکو یہہ دیکھکر حیرانی ہوگی اور اسطرح کرب ہوگا کہ وہ ثبوت و استقامت کھو دیگا جس سے

اُسکا ایمان بھی جاتا رہیگا بے ایمان مریگا جسطرح فتیلہ جل جاتا ہے تو چراغ گل ہو جاتا

ہے۔ (بتی عقل اور چراغ ایمان ہے) دوسرا گروہ متکبرون اور آیاتِ خدا کے منکرونکا

ہے جو زندگیِ دنیا مین اولیا کی کرامت کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُنکو قدرتِ خدا کا یقین نہ تھا

اسلئے اُسوقت اُنکو شک بھی زیادہ ہوگا۔ تیسرا گروہ تین قسم پر ہے اور اُنکا سوءِ خاتمہ بھی متفاوت

ہے لیکن پہلے دو گروہ سے کم ہے۔ ایک تو وہ مدعی جو ہمیشہ اپنے نفس و عمل کو دیکھتا رہا۔ خود کو

[1] قوت القلوب صفحہ ۲۲۷ جلد اوّل ۱۲ [2] مثلاً ملک الموت کا نظر آنا کیونکہ یہ تو ملائکہ کا منکر تھا اور اب انھین سے سابقہ پڑا ۱۲

سوءِ خاتمہ اول معقول

اچھا بچھتا رہا۔ دوسرا وہ فاسق جو علانیہ گناہ کرتا۔ تیسرا وہ شخص جو گناہ ہو نیز مرتے تک اڑا رہا۔ گناہ
کرتا رہا۔ یہ تینوں شخص پردے اٹھنے تک اسی رنگ میں رہے۔ جب نشانیان ظاہر ہوین تو توبہ کرنے
مستعد ہوے۔ اسوقت مین انکی توبہ غیر مقبول ہے۔ نہ انکی بکسی پر رحم کیا جاتا ہے نہ انکی آہ وزاری سنی
جاتی ہے۔ انھین کی شان مین ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ الخ۔ یعنے جو برے عمل کرتے ہین ان کے لئے توبہ نہین یہانتک کہ جب کسی کی موت
آکھڑی ہوتی ہے تو کہتا ہے مین اب توبہ کرتا ہون" ان کے مقامات مین بھی فرق ہے بعضون کو ایسے
نازک وقت مین شہوات معاصی کا خیال آتا ہے اور چونکہ دل ذکر وخوف الٰہی سے خالی تھا وہی برا خیال
ان کو ستاتا ہے۔ جب وہ برا رنگ دل پر چھا گیا تو اسی رنگ مین روح قبض کیجاتی ہے اور یہی اسکا
خاتمہ قرار پاتا ہے۔ انھین باتون سے سچے لوگ خائف ہین (اللہم سب کا خاتمہ بخیر کرے) بعد
ذکر کفار اہل شک ونفاق کا بیان ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ

حرف۔ قال مجاهد علی شك۔ سعید ابن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن
ابی حاتم نے تخریج کی (در) وقال البیضاوي علی طرف من الدین لاثبات له فیه کالذي یکون
علی طرف الجیش فان احس بظفر قر والا فر۔ عرائس مین ہے کہ اس آیت مین وہ لوگ بھی داخل ہین
جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی طمع یا خواہش نفس اور کرامات حاصل ہونیکی لالچ سے اور لوگونکی تعریف اور وجاہت حاصل
ہونیکے خیال سے کرتے ہین تاکہ دنیا ملجاے۔ اب اگر اسکی مراد مل گئی تو اسی عوض پر مطمئن ہو کر عبادت مین مشغول
رہا اور اگر ان مین سے کوئی چیز بھی نہ ملی تو اولیاء کا لباس ترک کردیا۔ پھر دنیا مین جو اسکا حال ہوا بیان فرماتا ہے
اسنے دنیا وآخرت گنوائی۔ دنیا مین اسکا خسارہ تو یہ ہوا کہ جو اسنے مخلوق کے نزدیک اپنی قبولیت ومنزلت چاہی تھی

اَصَابَهٗ خَيْرُ اِ۟طْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِ۟نْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو ایک کنارہ پر (یعنے شک سے) اللہ

کی عبادت کرتا ہے۔ پھر اگر اسکو کوئی بھلائی پہونچ گئی تو اسکی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر اسکو کوئی

بلا آپہونچی تو اُسی (پہلی) جہت پر اُلٹا پھر گیا (یعنے مرتد ہو گیا) اُسنے دنیا و آخرت گنوائی یہ (دارین

کی خرابی) وہ ظاہر خرابی ہے (پھر وہ مرتد) غیر خدا (یعنے بت) کی عبادت کرتا ہے جو نہ اُسکو ضرر

دیسکتا ہے اور نہ اُسکو نفع پہونچا سکتا ہے۔ پرلے درجہ کی گمراہی یہی ہے ایسے کو پوجتا ہے جسکے

فائدہ سے اُسکا نقصان زیادہ قریب ہے۔ بے شک بُرا دوست اور بُرا رفیق ہے۔ یعنی اُسکا

ضرر دنیا مین قبل آخرت نہایت نزدیک ہی بہ نسبت اُس نفع کے جو اُسنے آخرت مین (اُسکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۷) وہ نہ ملی۔ لوگون مین فضیحت اور رسوائی ہوی۔ طریق سنت سے پھر گیا پھر اُسی نے لوگون کو بدعت و گمراہی کی طرف بلایا۔ اور آخرت مین اُسکی خواری یہ ہوگی کہ حجاب مین پڑا رہیگا اور آتش جہنم مین جلیگا"۔ اقرب من نفعہ۔ اول آیت مین نفع و ضرر نہونا حقیقت حال کے اعتبار سے ہے اور اس مقام پر اسکا اثبات باعتبار اُن کے زعم باطل کے ہے۔ پھر منافات بھی نہین ہے۔ (خفاجی) العشیر الصاحب عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے (در) ۵؎ انقلب علی وجہہ۔ ای ارتد کافرا [illegible] عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے (در)

۲؎ ای من الاصنام (ابن کثیر)

شفاعت وغیرہ کا) زعم کیا ہے - پھر اسکا زعم بھی باطل ہے - بلکہ محض ضرر ہی ضرر یقینی ہوگا - ابن عباسؓ وَمِنَ النَّاسِ الآیہ مین فرماتے ہین کہ آدمی مدینہ کو آتا پھر اگر اسکی عورت لڑکا جنتی اور اسکے گھوڑیون کو اولاد ہوتی تو کہتا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو اولاد نہوتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے -

بعد بیانِ اشقیا - حالِ ابرار اسطرح بیان فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ‏ ۝ مَنۡ كَانَ يَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ يَّنۡصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لۡيَقۡطَعۡ فَلۡيَنۡظُرۡ هَلۡ يُذۡهِبَنَّ كَيۡدُهٗ مَا يَغِيۡظُ‏ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ‏ ۝ بے شک اللہ ان لوگون کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے باغون مین داخل کریگا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے - جو کوئی یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ

لِيَقۡطَعۡ
ورش وابو عمرو وابن عامر ساتھ لام مکسور کے -

له امام بخاری وابن ابی حاتم وابن مردویہ (در) لن ينصره الله - قال ابن عباس اى لن ينصر الله محمدا فليمدد قال فليربط حبلا الى السماء قال الى سماء بيته السقف ثم ليقطع قال ثم يختنق به حتى يموت اخرجه الفريابي وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والحاكم وصححه وابن مردويه (در) بسبب - السبب الحبل وكل شئ يتوصل به الى غيره (مختار) ليقطع ثم ليختنق وسمى الاختناق قطعا لان المختنق يقطع نفسه بحبس مجاريه (مدارك) ومفعول ليقطع محذوف اى نفسه بفتحتين او اجله ثم انه ترك نسيا منسيا فصار بمعنى اختنق لانه خنق (خفاجى) يغيظ الغيظ كامن العاجز تقول اغاظه [illegible] (بيضاوى) وما مصدرية او موصولة اى الذى يغيظه ١٢

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دنیا اور آخرت مین ہرگز مدد نہ کریگا تو اسکو چاہیے کہ ایک رسی اوپر کی طرف

تانے پھر اپنے گلے مین پھانسی لگائے اب دیکھے ایا اسکی اس تدبیر نے اُسکے غصہ کو دور کردیا اور

ایسا ہی ہمنے قرآن اتارا کھلی نشانیان اور یہ کہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ یعنے اگر نبی کریم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت سے کسیکو غصہ آتا ہی تو وہ جاکر اپنا گلا گھونٹ لے اور مرجاے ہمکو تو

اپنے حبیب کی مدد کرنی ضرور ہے۔ یہ آیت اخبار غیب سے ہے مانند قول تعالےٰ کے قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا

سَتُغْلَبُوْنَ الایۃ۔ جب فرمایا کہ جنکو مین چاہتا ہون ہدایت دیتا ہون تو اب ان دونون

فریقونکا حال بیان فرماتا ہے کہ ایک کو تو ہدایت ہوی۔ دوسیرکو نہ ہوی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ الصَّابِیْنَ نافع بغیر ہمزہ کے

یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ ۱۷ ۱۷ ۱۷

لہ لن ینصرہ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ اور مرجع الذین امنوا سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ ایمان مین آپ کے رسالت کی شہادت ضرور ہے (مرج) لہ یعنے جس طرح ہم نے اپنی قدرت کے دلائل احیاء و اموات پر بیان کئے اسی طرح ہمنے اس قرآن مین دلائل ظاہرہ بیان کئے لہ یعنے (ای نبی) کافرون سے کہدو کہ عنقریب تم مغلوب ہوجاؤگے ان الذین امنوا۔ اس ان کی خبر ہین ان ثانیہ مع اسم وخبر کے مزید تاکید کیلئے واقع ہو یعنے جو ان ادیان مین سے کسی دین مین ہو گا تو ان دونون یعنے حق وباطل کا فیصلہ کر دینا اللہ پر ہے یعنے مومنین کو جنت مین داخل کریگا اور سارے گروہ کو دوزخ مین قتادہ نے فرمایا کہ صابون وہ قوم ہے جو سورج اور چاند اور آگ پوجتی ہے اور مشرکین بتوں کو پوجتے ہیں۔ یہاں چھ دین ہیں۔ پانچ شیطان کے۔ ایک رحمٰن کا (ابن جریر)



وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ جو لوگ ایمان لائے (یعنے مسلمان) اور جو یہودی ہین اور ستارے پرست اور نصارےٰ اور مجوس (آتش پرست) اور جو شرک کرتے ہین بے شک اللہ ان سب مین قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا البتہ اللہ ہر چیز پر مطلع ہے (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کو سجدہ کرتے ہین۔ اور بہت سے ایسے ہین جنپر عذاب ثابت ہو چکا (جو سجدہ سے انکار کرتے ہین) اور جسے اللہ ذلیل کرے پھر اُسے کوئی عزت دینے والا نہین۔

وکثیر من الناس۔ مجاہد نے فرمایا یہ مومنین ہین (ابن جریر) اگر اسکا عطف ماقبل پر مانا جائے تو ان کے قول کے عمل کا جواز ہو سکتا ہے جو کہتے ہین کہ لفظ مشترک کے دونون معنی حقیقی لے سکتے ہین یا یہ کہ استعمال ایک لفظ کا حقیقت و مجاز مین ہو سکتا ہے تو سجدہ کی نسبت اول مین باعتبار تسخیر و تذلیل کے ہے۔ اور لوگون کے اعتبار سے یہی سجدۂ طاعت ہے جو معروف ہے۔ لیکن حنفیون کے پاس عموم مجاز لین تو ہو سکتا ہے۔ یعنے ایسے معنی مجازی لئے جائین کہ جس مین معنی حقیقی بھی آجائین تو سجود کے عام معنے ہر شے کے لائق سجدہ ہے۔ اب رفع بوجہ عطف ہوگا۔ یا اسکو رفع بوجہ ابتدا کے ہے اور خبر محذوف ہے یعنے وکثیر من الناس استحق الثواب بسبب قرینہ وکثیر حق علیہ العذاب۔ اور اس مین بھی یہی دو وجہ ہین یا تو معطوف سابق پر ہے۔ چنانچہ مجاہد نے کہا ان کے سجدہ سے مراد ان کے سایہ کا سجدہ ہے اور جو معطوف نہ لیا جائے تو مبتدا ہے۔ اور معنے اس طرح ہون گے وکثیر ابی السجود کیونکہ حق علیہ العذاب معصیت الٰہی پر دال ہے جس سے وہ مستحق عذاب ہو وے (ابن جریر مع تفسیر کبیر) ۱۲

بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہرشئے[1] کا سجدہ اُس کے موافق ولایق ہے۔ اور شمس وقمر ونجوم کا ذکر صریح طور سے اس لئے فرمایا کہ لوگ انکو پوجتے ہین۔ تو بیان فرمایا کہ وہ خود اپنے خالق کو سجدہ کرتے ہین یعنے[2] مطیع وفرمان بردار ہین پھر انکی عبادت کیسی۔ رسول اللہ[3] نے فرمایا کہ آفتاب جاتا ہے اور تحت عرش سجدہ کرتا ہے پھر اجازت لیتا ہے۔ قریب ہے کہ اُس سے کہا جائیگا کہ جہانسے آیا ہے اُدہر ہی پلٹ جا۔ رسول اللہ[4] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی آیت سجدہ پڑہ کر سجدہ کرتا ہے۔ شیطان ایک طرف ہوکر روتا ہے کہتا ہے اے خرابی کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اُسنے کیا۔ اُسکو جنت ملی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے نہ مانا۔ مجھے (جہنم کی) آگ نصیب ہوئی؛

---

[1] مجاہد نے کہا کہ پہاڑ جھاڑ۔ جانور زمین مین انکا سجدہ انہی کے سایہ سے ہوتا ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوکر پھر ڈہلتا ہے اور سایہ کو تحول ہوتا ہے وہی سجدہ کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اور سورج۔ چاند۔ نجوم آسمان مین یہ بھی سب مسخر ومحکوم ہین۔ راغب وغیرہ اہل لغت نے تحقیق کی کہ سجدہ اصل لغت مین تذلل وانقیاد ہے اور وہ انسان وحیوان وجماد سب مین عام ہے۔ پھر اُسکے دو قسم ایک سجدہ اختیار ہے جس سے مستحق ثواب ہو جو انسان کے لئے خاص ہے۔ دوسرا سجدہ تسخیر اور وہ انسان وغیرہ کے لئے عام ہے پھر عرف لغت وشرع مین مشہور معنے کے لئے خاص ہو گیا (خفاجی) [2] انقیاد کو تشبیہ دی اکمل فعال مکلف سے جو متعلق طاعت ہے یعنے سجود۔ اس مین اس بات سے آگاہی ہے کہ وہ کامل طور پر مسخر ومذلل ہین (روح البیان)۔ [3] صحیحین مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ [4] صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۔ ۱۲

جب آدمیون مین سے اُن دو فریق کا بیان فرمایا کہ ایک بطور رغبت اللہ کو سجدہ کرتے ہین دوسرے اس سجدہ سے محروم بلکہ تحت تصرف و مشیت جبراً و قہراً مطیع و منقاد ہین تو یہ دونو باہم مخاصم ہوے اس لئے فرمایا۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ یہ دو فریق ایک دوسرے کے مخالف ہین جو اپنے پروردگار کے بارے مین جھگڑتے ہین تو جنھون نے کفر کیا اُن کے لئے آگ کے کپڑے

ع ۲

۱ عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے کہ اُنھون نے فرمایا کہ یہان خصمان سے مراد مومن و کافرین کہ وہ دونون مرے بعد زندہ ہو کر بھی جھگڑا کرتے ہین (در) هٰذٰنِ خَصْمٰنِ۔ مجاہد و عطا بن ابی رباح و حسن سے کہ فرمایا یہ مومن و کافر کی مثال ہے۔ اپنے رب کے مقدمے مین جھگڑا کرتے ہین (ابن جریر) یعنے یہ دشمنی اور لڑائی باہم بسبب دین کے ہے ابن جریر کہتے ہین کہ یہ عموم ہی بہتر ہے۔ اور وہ جو روایت مین ہے کہ سیدنا علی وغیرہ کی شان مین اتری ہے (جسطرح آگے آتی ہے) وہ اسیطرح ہو کیونکہ آیت کسی ایک سبب سے اترتی ہے پھر جو اس سبب کے مثل مو ٔمنین عام ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسی قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ بدر مین جو باہم لڑائی ہوئی تو ایک فریقین میں مشرک۔ دوسرا اہل ایمان۔ تو اب ہر کافر فریق کافرون مین محسوب ہوگا۔ اور ہر مومن فریق مومنین سے۔ اور یہ دونون ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ يُصَبُّ صب الماء فانصب ای سکبه فانسکب (مختار) الحمیم حمّ الماء سخنه وبابه ردّ والحمیم الماء الحار (مختار) يُصْهَرُ قال مجاهد یذاب اذابة۔ اخرجه عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم واخرج ابن ابی شیبة عن الضحاک مثله (در) صهر الشیٔ فانصهر ای اذابه فذاب وبابه قطع فهو صهیر (مختار) مقامع۔ قال الضحاک مطارق اخرجه ابن ابی شیبة وعبد بن حمید وابن ابی حاتم (در) المِقمعة بالکسر واحدة المقامع من حدید کالمحجن یضرب بها علی رأس الفیل وقمعه ضربه بها (مختار) الْحَرِيْقِ المحرق مثل الالیم والوجیع (بغوی) ۲ یہ صرف استعارہ

قطع کیئے گئے ہین اُن کے[1] سرون پر سے کہولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا - کہ جس سے جو کچھہ اُن کے

پیٹ مین ہے اور کہالین گلجائین گی - اور اُن کے - (مارنیکے لئے) لوہے کے گرز ہین - جب

بوجہ غم دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اُسی مین پھر لوٹائے جائین گے - اور (کہا جائیگا) کہ

جلنے کا عذاب چکھتے رہو - یعنے اُنکی اہانت قولی و فعلی دونون طرح کے عذاب سے ہو گی -

روایت[3] ہے کہ حضرت ابو ذر قسم کہاتے تھے کہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا

حضرت حمزہ و حضرت عبیدہ بن الحارث و حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ و شیبہ

(جو دونون بیٹے ربیعہ کے ہین) اور ولید بن عتبہ کے بارے مین نازل ہوی - جب وہ جنگ بدر

کے روز باہم لڑنے کو نکلے تھے - حضرت علی فرماتے ہین مین پہلا وہ شخص ہون کہ جو قیامت

مین حضرت باری تعالے کے حضور مین اپنے دشمن سے خصومت کا فیصلہ کرانے حاضر ہونگا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۳) بلیغ ہے یعنے آگ اُنکو سب طرف سے اسطرح احاطہ کریگی جس طرح وہ تکبر کا لباس پہنتے تھے - یا حقیقی معنی ہین جس طرح سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اُن کے کرتے تانبے کے آگ مین لال کیئے ہوئے ہون گے - جس سے بڑھکر کسی مین حرارت نہ ہوگی - اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے کی"- (در)

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ حمیم (یعنے گرم پانی) اُن کے سرونپر بہایا جائیگا - وہ اُن کے سرون کے بدنون سے پار ہوکر جوف تک پہونچیگا اور جو کچھہ جوف یعنے پیٹ مین (یعنے انتڑی وغیرہ) ہے صاف کردیگا - یہانتک کہ قدمون تک پہونچیگا یصہر سے یہی مراد ہے - پھر جیسا تھا ویسا ہی کردیا جائیگا" ترمذی نے روایت کی اور تصحیح بھی کی اور عبد اللہ بن احمد نے زہد مین اور ابن جریر و ابن ابی حاتم اور حاکم اور تصحیح بھی کی اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے وہ آیت پڑھکر یہ روایت کی (در) [2] قال ابن عباس یضربون بها اخرجه ابن ابی حاتم (در)

[3] بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن ابی شیبہ وغیرہم (در)

حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہین کہ یہ آیت حمزہ علیؓ کے شان مین نازل ہوی - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علی و حمزہ و عبیدہ رضی اللہ عنہم میدان مین نکلے - اور کافرون کی طرف سے عتبہ و شیبہ و ولید - تو کافرون نے کہا کہ بات کرو تاہم تم کو پہچانین - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مین علی ہون - اور یہہ حمزہ ہے - اور یہہ عبیدہ ہین - کہنے لگے کہ تمان برابر کے ہمسر ہین - علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہم تم لوگون کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف دعوت کرتے اور بلاتے ہین - عتبہ نے کہا لڑنے کے لئے آگے بڑہ - سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے مقابلہ کیا - اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اسکو قتل کر ڈالا - حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ سے مبارزہ کیا - آپنے بھی اسکو مار ڈالا - عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ولید سے مبارزہ کیا تو آپکو کسیقدر مشقت ہوی - سیدنا علی (شیر خدا) رضی اللہ عنہ نے اگر ولید کو بھی قتل کر ڈالا - جب ایک فریق مخالف کا ذکر اور اسکا عذاب بیان ہوا تو دوسرا فریق جو مومنین ہے اسکا ثواب بیان فرماتا ہے -

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انکو اللہ ایسے باغون مین داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین - انکو وہان سونیکے کنگن

وَلُؤْلُؤًا ابن کثیر و ابو عمرو و حفص و ابن عامر و حمزہ و کسائی و یعقوب جر کے ساتھ پڑہتے ہین ذہب پر عطف ہے یعنی مرصع موتی کے جسطرح موتی کا ہوگا - اور منصوب قراءت اساور کے محل پر عطف ہے اور شعبہ و ابو جعفر و نافع اسکو نصب کے ساتھ پڑہتے ہین ۱۲

۲۳۴۲

سلہ بخاری و نسائی و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و بیہقی (در) سلہ ابن مردویہ (در) اساور - جمع اسورہ کی اور وہ جمع سوار کی ہے - اور یہ صفت مفعول محذوف کی ہے ای حلیا من اساور ۱۲

پہنائے جائین گے اور موتی۔ اور وہان انکا لباس ریشمی ہوگا۔ اور انکو عمدہ بات (یعنے کلمۂ

توحید) کی ہدایت دی گئی اور انکو راہِ محمود دکھائی گئی۔ طلائی کنگن اور موتی کا اس لئے بیان فرمایا کہ بادشاہِ فارس کا یہی زیور تھا۔ اور عرب اسکو خواہش کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے ہندوستان مین بھی امراء بادشاہ سرپیچ و بازوبند مرصع پہنتے ہین۔ پھر بھی دنیا کے زیور اور جنت کے زیور مین کیا مناسبت صرف اشتراکِ اسمی اور نام مین شاہت ہے۔ اور اہلِ جہنم کے کپڑون کے مقابلہ مین فرمایا کہ اہلِ جنت کا لباس حریر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین ریشم پہنے گا تو وہ آخرت مین نہ پہنیگا اور جو دنیا مین شراب پئیگا تو آخرت مین نہ پئے گا اور جو سونے اور چاندی کے باسن مین پانی پئے گا تو آخرت مین نہ پئیگا۔ جب اللہ تعالے کافرونکا حال جو آخرت مین ہوگا بیان فرمایا اب دنیوی حال انکا بیان

لہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون کے سر و نپر ایسے تاج ہونگے کہ ان مین سے ایک ادنی موتی کی وہ چمک ہوگی کہ مغرب سے مشرق تک روشن کرے (رواہ الترمذی وقال غریب) صحیحین مین ہے کہ مومن کے جسم پر زیور وہان تک ہوگا جہانتک آبِ وضو پہونچا ہوا ہے (ابن کثیر)۔

سلہ یا ایسے مکان کی ہدایت دیگئی جہان عمدہ بات سنتے ہین۔ یہ موافق سیاق کے نعمتِ آخرت ہے مثل وتحیتہم فیہا سلام کے۔ برخلاف اہلِ جہنم کے کہ انکو ہر طرف سے اہانت وملامت ہوگی مانند وذوقوا عذاب الحریق کے (ابن کثیر)

سلہ اور صراط حمید سے مراد ایسی جگہ کی ہدایت کی گئی جہان اپنے رب عزوجل کی حمد کرینگے جسنے انپر یہ انعام واکرام فرمایا ہے (ابن کثیر) یا یہ معنی ہین کہ اللہ سزاوار حمد کی راہ دکھائی گئی جیسے الی صراط الحمید اللہ الذی الخ

لکہ بخاری ومسلم عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے ھہ نسائی وحاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ۱۲

فرماتا ہے - چونکہ دونوں غرض متباین تہین اسی لیئے بغیر عطف کے شروع فرمایا - اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ

فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ جو لوگ کافر ہوے

يصدون - مستقبل کا عطف ماضی پر ہے کیونکہ یہان اُس سے مراد نہ حال اور نہ استقبال ہے بلکہ مراد استمرار جمیع ازمنہ واوقات مین ہے گویا کہ اسطرح معنی ہوے یعنے وہ لوگ جو کافر ہوے انکی یہ صفت ہے کہ وہ راہِ خدا سے روکتے ہین جیسا کہتے ہین - فلان یعطے ویمنع (کبیر) والمسجد الحرام - معطوف بلفظ جلالہ ہے یعنے جو لوگ مومنین مین سے مسجد حرام کا ارادہ رکھتے ہین اُنکو روکتے ہین حالانکہ درحقیقت اس مسجد حرام کے مستحق مومنین ہین - سواء العاکف فيه والباد - عاکف یعنے مقیم ومجاور - باد - جو بادیہ سے وہان آئے - اب مراد عام ہے خواہ بادیہ سے آئے یا کسی شہر سے آئے یعنے جو وہان داخل ہو چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ برابر ہے مقیم اور جو وہان داخل ہو - اخرجه ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ بسند صحیح (در) یہان برابری سے تعظیم کعبہ اور مسجد حرام مین نماز پڑہنا اور بیت اللہ کے طواف مین وہان کا رہنے والا اور باہر سے آنے والا برابر ہے مجاہد وحسن کا یہی قول ہے - اور بعضے لوگون کا قول ہے کہ مکہ کے گہر اور مکانات مین مقیم اور جو باہر سے آجائین سب کا یکسان حق ہے - یہی قول ابوصالح وعبدالرحمن بن سابط اور عبدالرحمن بن زید کا ہے اور قتادہ نے بھی اسی طرح کہا اور اسی مسئلہ مین امام شافعی اور اسحق بن راہویہ نے مسجد خیف میں بیٹھ کر کلام کیا تو امام شافعی نے کہا اراضی مکہ مملوک ہوتی ہے اور میراث جاری ہوتی ہے اور انکا اجارہ جایز ہے اور یہ دلیل بیان کی کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل کی روز آپ اپنے دار مین مکہ مین اترین گے آپ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی رباع و دار چھوڑا ہے اور بات یہ تھی کہ ابو طالب نے جب وفات پائی تو اسوقت عقیل کفر پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ وجعفر رضی اللہ تعالے عنہ اسلام پر تھے تو ابو طالب کی میراث عقیل کو پہونچی - اور میراث اسی چیز کی ہوتی ہے جسکا میت مالک ہو

سَوَآءً - سوائے حفص کے کل قراء مرفوع پڑھتے ہیں - خبر مقدم ہے اور العاکف مبتدا ہے اور یہ جملہ جعلنا کا مفعول ثانی ہے - اور مفعول اول ضمیر متصل ہے - للناس حال ہے اور حفص کی قرارت پر بنا پر مفعولیت منصوب ہے - ۱۲

اور اللہ کے راستے اور اس مسجدِ حرام سے روکتے ہین جو ہم نے تمام لوگون کے لئے بنائی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) اور یہ حدیث صحیحین مین ہے اور اس اثر سے بھی استدلال کیا کہ عمر بن الخطاب نے صفوان بن امیہ سے ایک مکان مکہ مین چار ہزار درہم کو قید خانہ بنانے کے لئے خریدا اور یہی قول طاؤس اور عمرو بن دینار کا ہے - اور اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ وہ مملوک و میراث نہین ہوتی اور نہ اسکا اجارہ جائز ہے اور یہ مذہب ایک گروہ کا صحابہ و تابعین سے ہے اور مجاہد و عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صریح بیان فرمادیا اور اسحٰق بن راہویہ کی حجت وہ روایت ہے کہ علقمہ بن نضلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے وفات پائی اور حال یہ رہا کہ اراضی مکہ نہین کہلاتی تھین مگر سوائب جس شخص کو محتاجی ہے وہ رہا اور جو شخص مستغنی ہے وہ رکھا رواہ ابن ماجہ - (اور معنے سوائب وقف غیر مملوک ہین) عبد الرزاق نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہا کہ دارہائے مکہ کی بیع حلال نہین اور نہ انکا کرایہ حلال ہے - اور ابن جریج سے روایت کی کہ عطاء رحمہ اللہ حرم مین کرایہ سے نہی کرتے تھے اور مجھے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مکانون مین دروازے لگانے سے منع فرماتے تھے تاکہ حج کرنے والے انکی صحنون مین اتریں - پھر پہلے جس شخص نے دروازہ لگایا وہ سہیل بن عمرو تھے تو انکو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے کہلا بھیجا تو انھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اتنی گذارش کی مہلت دیجئے کہ مین ایک مرد تاجر ہون تو مین نے اس احاطہ مین دروازہ لگانے سے یہ چاہا کہ میرے سواریان محفوظ رہین یعنی نکلکر بھاگ نہ جائین تو حضرت عمر رضی اللہ تعالے نے حکم دیا کہ اچھا اگر ایسا ہو تو کچھ مضایقہ نہین ہے - اور عبد الرزاق نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل مکہ تم اپنے احاطون مین دروازہ مت لگاؤ تاکہ حاجی جو آئین جہان چاہین اتریں - اور عطاء سے روایت کی کہ اس آیت مین کہا کہ سواء العاکف فیہ والباد - کہا کہ بادی لوگ جہان چاہین گے اترین گے - اور دارقطنی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی کہ جس نے مکہ مین گھر کا کرایہ کھایا اسنے آگ کھائی -

کہ وہان کا رہنے والا اور باہر کا یکسان ہے۔ اور جو وہان شرارت سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اوسکو دردناک عذاب چکھاوین گے۔ یعنے مکہ مین مصمم ارادہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے[1]۔ اسی لئے[2] ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دو خیمہ تھے۔ ایک حِل مین ایک حرم مین جب نماز پڑھنا ہوتا تو خیمہ حرم مین پڑھتے اور جب خفا ہونا ہوتا تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۸) اس مناظرہ مین امام احمد حنبل رحمہ اللہ بھی موجود تھے اور لکھا کہ انہون نے درمیانی قول اختیار کیا کہ اراضی مکہ مملوک و میراث ہوتی ہے ولیکن اوسکا اجارہ جایز نہین ہے (ابن کثیر) ہدایہ کے کتاب الکراہت مین لکھا کہ بیوت مکہ کی عمارت بیچنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ولیکن زمین بمعیت عمارت کا بیچنا مکروہ ہے یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ نے کہا کہ اسکی زمین بیچنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اس روایت ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد اس مسئلہ مین امام ابو یوسف کے ساتھ ہین ولیکن کمالین مین نقل کیا کہ امام محمد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہین اور لکھا کتاب الآثار مین ابو حنیفہ کی اسناد سے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع حدیث نقل کی کہ اللہ نے مکہ حرم کیا پس حرام کر دی اُس کی زمین بیچنا اور اُسکا ثمن کھانا۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ یہ صریح ہے کہ امام محمد کے نزدیک بیع زمین مکروہ ہے پھر کمالین مین لکھا کہ اگر مسجد الحرام سے فقط حرم مراد ہو تو اراضی مکہ کی بیع و اجارہ جایز ہو گی اور لکھا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بھی ایک روایت مین آیا ہے اور فتاوی مین ہے کہ اسی پر فتولے ہے ۱۲ **ومن یرد فیہ**۔ اسکا مفعول شیئاً محذوف ہے تاکہ ہر ایک کو شامل ہو جاوے **بالحاد**۔ استقامتِ معنویہ سے پھر جانا یعنے حق سے باطل کی طرف میل کرنا یعنے ہر شے منہی خواہ قول ہو یا فعل یہ قول اقوال کو مفسرین کے شامل ہے **بظلم** یعنے بغیر حق۔ یہ دونون حال ہین مترادف یا ثانی پہلے سے ساتھ اعادۂ جار کے بدل ہے۔ [1] سعید بن منصور و طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے فرمایا کہ جو صولے بیت اللہ کے اور کہین گناہ کا ارادہ کرے لیکن نہ کیا تو وہ گناہ لکھا نہین جاتا۔ اور جو بیت اللہ مین بُرے کام کا عزم کیا تو اللہ اُسکو موت نہ دیگا یہانتک کہ اُسکو بُرا عذاب چکھائے گا (در) [2] سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و غیرہم (در)

خیمہ حل مین اگر عتاب فرماتے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ گناہ بھی مکہ مین کئی چند ہوتے ہین جسطرح نیکیان ہوتی ہین **جب** خداوند تعالےٰ نے فریقین کا ذکر اور ہر ایک کی جزا اور ذکر بیت اللہ پر اُسکو ختم فرمایا پھر اُس مبارک مکان کے احکام بیان فرماتا ہے۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

ؔ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر (در) **واذ** یہ مفعول اذکر ہے بوانا یعنے جب ہم نے اسکو معین کر دیا۔ اور اُن کے لئے اُسکو مکان ٹھہرایا۔ اور اُس کے بنانیکی اجازت دیدی ان لاتشرک یہ ان بوانا کا مفسر ہے اسلئے کہ بوانا معنی تعبدنا کو شامل ہے کیونکہ تبوئہ واسطے عبادت کے تھا۔ گویا لازمی معنے یون ہوے امرنا بالعبادۃ۔ (خفاجی) **للطائفین**۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم عطا سے کہ طائفین طواف کرنے والے ہین اور قائمین وہان نماز پڑھنے والے ہین (در) ابن جریر ابن زید سے کہ قائم و راکع و ساجد وہ مصلی ہے" بیضاوی نے کہا کہ شاید ارکان صلوٰۃ کو اس لئے بیان فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ ہر ایک اُن مین سے مستقل اس بات کا مقتضی ہے اور خصوص جب ایکجا جمع ہو جائین تو پھر تو تطہیر ضرور ہے" ایک قول ابن عباس سے یہ ہے کہ طائفین سے مراد وہ لوگ ہین جو پردیس سے حج کرنے جاتے ہین اور قائمین جو وہین مقیم ہین اور **الرکع السجود** نماز پڑھنے والے (خطیب) رکع جمع راکع اور سجود جمع ساجد ہے۔ **رجالا**۔ مشاۃ علے ارجلہم جمع راجل مثل قایم و قیام (بغوی) ابن عباسؓ نے فرمایا علے ارجلہم مجاہد نے کہا کہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدل حج کو گئے تھے (ابن جریر) **ضامر** ای رکبانا علے کل ضامر والضامر البعیر المہزول (بغوی) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ضامر سے مراد اونٹ ہے (ابن جریر) **فج عمیق** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مکان بعید اور یہی ابن جریج و قتادہ سے بھی مروی ہے (ابن جریر)

أَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ

الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ ۝ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ

إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلَّهِ

لِيَقْضُوا ورش وقنبل وبصری و ابن عامرؒ سا کسر لام کے ۱۲

وَلْيُوَفُّوا شعبہ سا تھ فتح واو اور تشدید فا کے تفعیل سے ۱۲

وَلِيَطَّوَّفُوا ابن ذکوان سا تھ کسر لام کے ۱۲

البائس. راغب نے کہا بؤس وبأس و بأساء مکروہ اور شدت ہے (خفاجی) تو یہاں بائس سے مراد بؤس والا اور بؤس شدت کو کہتے ہیں۔ پھر فقیر سے زیادہ توضیح ہوگئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بائس تنجا اور اپاہج ہے عکرمہ کہتے ہیں کہ بائس وہ فقیر مضطر ہے جو صاحب بؤس ہو (ابن جریر) **لیقضوا تفثہم**۔ قال الراغب اصل التفث وسخ الظفر وغیر ذلك مما من شانه ان یزال عن البدن والقضاء فصل الامر قولا کان ذلك او فعلا (روح البیان) التفث الوسخ والقذارة من طول الشعر والاظفار والشعث تقول العرب لمن یستقذرہ ما اتفثك ای اوسخك۔ لیقضوا تفثہم ای لیزیلوا ادرانهم والمراد منه الخروج عن الاحرام بالحلق وقص الشارب ونتف الابط (بغوی) **ولیطوفوا**۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ طواف زیارت ہے (ابن جریر) یہی طواف رکن حج ہے جو عرفات پر جانے کے بعد ہوتا ہے **العتیق**۔ ابن عباسؓ وابن زبیرؓ و مجاہد وقتادہ کہ عتیق اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ نے متکبروں کے ہاتھ سے چھڑا لیا کوئی منکر اسکو خراب نہ کر سکیگا۔ ابن زید وحسن فرماتے ہیں کہ عتیق کے معنے قدیم ہیں کہا جاتا ہے دینار عتیق ای قدیم (بغوی) **ذلك**۔ یہ اسم اشارہ خبر مبتدا مقدر ہے۔ ای الامر والشان ذلك المذکور (سراج) **حرمات**۔ جمع حرمة وھو ما یحترم شرعا (خفاجی) **الرجس**۔ ای سبب الرجس وھو العذاب والرجس بمعنی الرجز (بغوی)۔

قول الزور۔ امام احمد و ترمذی و ابن منذر و ابن جریر وغیرہم ایمن بن خریم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جھوٹی گواہی اللہ تعالے کے ساتھ شریک کرنے کے برابر رکھی گئی ہے۔ اسکو تین مرتبہ فرمایا پھر یہی آیت پڑھی" امام احمد وابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہم خریم بن فاتک الاسدی سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالے کے

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ

اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ اور (اے نبی کریم یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کیلئے

خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (یہ کہکر) کہ میرے ساتھ کسی کو نہ شریک کرو۔ اور میرا گھر طواف کرنیوالون

اور کھڑے رہنے والون اور رکوع و سجود کرنیوالون کے لئے پاک رکھو۔ اور لوگون مین حج کیلئے پکار دو

فَتَخْطَفُهُ نافع ساتھ فتح طاؤ تشدید طاکے تفعل سے ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) ساتھ شریک کرنے کے برابر کیگئی ہے پھر یہی آیت پڑھی۔ سفیان ثوری ابن مسعود سے روایت کی کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنے کے برابر ہے پھر یہی آیت پڑھی۔ امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی ابوبکرہ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے بڑے کبیرہ گناہون سے آگاہ کرون تین مرتبہ فرمایا ہم لوگون نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا اور قولِ زور۔ خبردار ہو جھوٹی گواہی سے بچو۔ اسکو برابر آپ مکرر سہ کرر فرماتے تھے یہانتک کہ ہم نے آرزو کی کہ آپ خاموش ہوجائین تو اچھا ہے۔ (در) حنفاء۔ باطل سے حق کی طرف میل کرنے والے عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے انہون نے کہا کہ معنے متبعین ہین (در)۔ خَرَّ يَخِرُّ بالکسر خرورًا ای سقط (مختار) فتخطفه الطير۔ ای تسلبه الطير وتذهب به والخطف والاختطاف تناول الشئ بسرعة (بغوی) تهوی۔ ای تميل وتذهب به۔ سحيق مجاہد نے کہا بعید اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی۔ (در) اور اے نبی کریم یاد کرو اس مین مشرکین کے لئے توبیخ ہے کہ جو مکان ابتدا ہی مین خدائے تعالےٰ کے توحید و عبادت کے لئے بنا ہو وہان بتون کا بٹھانا اور انکی پرستش قابلِ افسوس ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ یعنے اسکو فقط میرے نام پر بناؤ (ابن کثیر) ۱۲

کہ وہ تمھاری طرف پیادے اور سوار ہوکر آئین دُبلے دُبلے اونٹون پر جو ہر راہِ دور (وورازسے) آئین گے

تاکہ اپنے (دینی ودنیوی) فائدہ کے لئے حاضر ہوجائین اور چند معلوم دنون مین اللہ کا نام لین اُن

له اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ لیشہدوا منافع لہم۔ قال منافع فی الدنیا ومنافع فی الآخرۃ فاما منافع الاخرۃ فرضوان اللہ عزوجل واما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذلک الیوم والذبائح والتجارات۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن مجاہد لیشہدوا منافع لہم۔ قال الاجر فی الاخرۃ والتجارۃ فی الدنیا (در) ۲ه اکثر مفسرون نے کہا کہ ایام معلومات دس روز ذی الحجہ کے ہین اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ وامام شافعی اور قول مشہور امام احمد کا ہے "ابو بکر مروزی کتاب العیدین مین اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا ایام معلومات دس دن ہین (در) بیضاوی نے کہا کہ وقت مہیا کرنے قربانیون اور وقت ذبح کرنے کے یعنے نو دن تک بطور شکریہ تکبیر وتہلیل کرین اور دسوین روز قربانی کے وقت تکبیر کہین" ابن منذر وابن ابی حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایام معلومات تو یوم نحر اور اس کے بعد کے دو دن ہین اور ایام معدودات بعد یوم نحر (یعنے دسوین ذالحجہ) کے تین روز ہین۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہی قول سدی کا اور مذہب امام مالک کا ہے الخ۔ کھاؤ یعنی اُن انعام سے مجاہد نے فرمایا یہ رخصت ہے اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نہ کھاوے۔ بمنزلہ اس قول تعالےٰ کے واذا حللتم فاصطادوا۔ اسکی تخریج عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر اور بیہقی نے اپنے سنن مین کی (در) یعنے یہ امر اباحت ہے یا امر ندب ہے جسطرح مذہب امام ابی حنیفہ ہے۔ اب رہا ہدی واجب اور وہ قربانی جو بطور جرم وگناہ کے کرنی پڑتی ہے یا احرام مین شکار کرنے یا حرم کے کسی جانور کو ستانے سے لازم آتی ہے یا حج وعمرہ ایک احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین واجب ہوتی ہے جسکو قران حج کہتے ہین۔ یا حج وعمرہ دو احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین جس کو تمتع یا متعہ کہتے ہین واجب ہوتی ہے یا اپنے اوپر نذر کرنے سے واجب ہوتی ہے تو امام شافعی نے فرمایا کہ اسمین سے خود کھانا جایز نہین اور ایک قوم کا بھی یہی قول ہے۔ اور ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ سوائے جزائے صید ونذر کے اُن کو نہ کھاسکے اور باقی واجبات سب کھاسکتا ہے۔ اور یہی قول امام احمد واسحق کا ہے

چوپاؤن مویشی (کے ذبح کرنے) پر جو اُن کو اللہ نے دیے ہین تو (لوگو) اُسمین سے کھاؤ (تو جائز ہے)

اور مصیبت زدہ محتاجون کو کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل (ناخن وغیرہ) دور کرین (یعنے احرام

کھولین) اور اپنی نذرین پوری کرین۔ اور اُس قدیم گھر کا طواف کرین۔ (بات) یہ ہے اور جو اللہ

کی قابل حرمت چیزونکی تعظیم کرے تو وہ اُسکے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے۔ اور تمھارے

لئے چوپائے حلال کر دئے گئے اُن چیزون کے سوائے جو تمپر پڑھی جاتی ہین (یعنے مردار و خنزیر اور

جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے وغیرہ) تو بتون کی پلیدی سے بچتے رہو اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو

ایک اللہ کے ہو کر کسی کو اُسکا شریک نہ کرو۔ اور جو اللہ کا شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱۳) اور امام مالک کے نزدیک سوائے جزائے صید و نذر و فدیۂ اذیٰ کے باقی سب واجبات مین سے کھائے۔ اور امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب نے کہا کہ قربانی قران و قربانی تمتع جو بطور شکریہ واجب ہوتی ہین کھا سکتا ہے اور باقی واجبات مین سے نہین کھا سکتا ہے (خفاجی) یعنے احرام کہولین۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا تفث سے مراد احرام کہولنا ہے جیسے سر منڈائین اور کپڑے پہنین اور ناخن کترڈالین (در) لہ یعنے قرآن مین دوسرے جاے مذکور ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ الآیہ۔ ؁ اگر یہ تشبیہ مرکب ہو تو گویا اسطرح معنے ہوے کہ جس نے شرک کیا تو وہ پوری طور سے خود کو ہلاک کیا اور اُسکے حال کو ایسے شخص کے حال سے تشبیہ دی جو آسمان سے گرا اور پرندے اُسکو بوٹیان بوٹیان کرکے اچک لیجاتے ہین یا اُسکو ہوا کسی اور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے۔ اور اگر یہ تشبیہ مفرق ہو تو ایمان کو باعتبار علو کے آسمان سے تشبیہ دی۔ اور مشرک کو آسمان سے گرنے والے سے تشبیہ دی۔ اور جو خواہشات کہ اُسکو پریشان و حیران کر رہے ہین اُن کو پرندون سے جو اچک لیجاتے ہین۔ اور شیطان کو جو وادی ضلالت مین گراتا ہے ہوا سے تشبیہ دی جو میدان ہلاکی مین اسکو ہلاک کرتی ہے (کبیر) ۱۲

گر پڑا پھر اُسکو پرندے اُچک لیجاتے ہین یا اُسکو ہوا کسی دور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے (یعنے مشرک کا انجام ہلاکت ہے) روایت ہے[1] کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو لوگون مین حج کے لئے پکارنے کا حکم ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے رب اُن لوگون کو میری آواز کس طرح پہونچیگی تو حکم ہوا کہ تم پکارو پہونچانا ہمارا کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پکارا اے لوگو تمھارے رب نے ایک مکان بنایا ہے تم اُسکا حج کرو۔ یہہ آپکی آواز تمام روے زمین مین ہوگئی اور جس (روح[2]) کے حصہ مین اللہ نے حج کرنا ٹھیرایا تھا اُس نے جواب دیا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

بیانِ حج

چونکہ حج ارکانِ اسلام مین سے ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُنِيَ[3] الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ الحدیث۔ اس لئے تھوڑا سا بیان اسکا بھی ضرور ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کعبہ کا حج کرے اور عورت سے فحش کلام نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جائیگا جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہونے[4] کے دن تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[5] کہ جو شخص توشے اور سواری کا مالک ہے کہ اُس کو بیت اللہ تک

بیان حج

---

[1] یہ مضمون اُن روایات کا ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے (مع اسنادات) طول کے ساتھ روایت کی ہے (ابن کثیر) [2] چونکہ ارواح کی خلقت اجسام سے پہلے ہے تو پھر بحکم الٰہی جواب دینے مین کیا تامل ہے۔ ہان جسکو قدرت خدا سے انکار ہے وہ جلد توبہ کرے ورنہ اس جہان سے کافر و رسوا ہو کر جانا ہوگا ۱۲ [3] اسلام پانچ باتون پر مبنی ہے [4] بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) [5] ترمذی بروایت علی مرتضے رضی اللہ عنہ اور کہا کہ غریب ہے اور اُسکی سند مین گفتگو ہے اور ہلال بن عبد اللہ مجہول ہے۔ اور حارث حدیث مین ضعیف کہا جاتا ہے (مشکوٰۃ) اور ابن عدی نے مثل اسکے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (تخریجات عراقی)

پہونچا دے۔ اور اُس نے اُسپر بھی حج نہ کیا تو اگر چاہے یہودی مرے۔ چاہے نصرانی۔ اور یہ (حکم)
اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ١ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ جلدی کرے ٢ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے مہمان تین ہین (١) جہاد کرنیوالے (٢) حج کرنیوالے (٣) عمرہ کرنیوالے ٣ رسول خدا
نے فرمایا جب تو حاجی سے ملاقات کرے (یعنی حج کئے بعد) تو اُسکو سلام کر اور اُس سے مصافحہ کر اور
اُس سے کہہ کہ تیرے لئے گھر مین داخل ہونے سے پہلے بخشش چاہے۔ اس لئے کہ بیشک وہ بخشا گیا ہے۔ ٤
رسول اللہ کو ایک عورت نے لڑکا ہاتھ مین اونچا کر کے (یعنی بچا دینے) دکھایا اور پوچھا کیا

١ اور واسطے اللہ کے اُن لوگون پر خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے جو اُسکی راہ کی طرف طاقت رکھے ٢ ابوداؤد ودارمی نے
بروایت ابن عباس نقل کی (مشکوٰۃ) ٣ یعنے جو کوئی حج کرنا چاہے اور اُس سکے اور اگر ہیرپر قادر ہو تو چاہیئے کہ جلدی کرے
اور فرصت کو غنیمت جانے۔ اس لئے کہ اُسکی تاخیر مین بہت سی آفتین ہین۔ اور بہت صحیح روایت امام ابو حنیفہ وامام مالک و
امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سے یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے یعنے جب حج فرض ہوا اور موسم پایا اور راہ قافلہ فراہم ہو تو اُسی
سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے۔ اگر کئی سال تاخیر کریگا تو فاسق ہوگا۔ اور اُسکی گواہی قبول نکی جائیگی۔
پھر اگر اسباب جاتا رہیگا تو فرض اُسکے ذمہ رہیگا۔ اور امام شافعی وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے۔ یعنے آخر
عمر تک اُسکی تاخیر جائز ہے۔ جس طرح نماز کی آخر وقت تک تاخیر جائز ہے۔ لیکن اگر حج فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نکرے
اور جو باوجود فرض ہونے کے حج نہ کیا اور مرگیا تو سب کے نزدیک گنہگار رہا (اشعۃ اللمعات ودرمختار)۔ ٤
نسائی اور بیہقی شعب الایمان مین بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) ٥ امام احمد بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)۔
٦ مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)

اُس کے لئے حج (یعنے حج کا ثواب) ہی۔ فرمایا ہان۔ اور تیرے لئے بھی ثواب ہی۔ ایک عورت نے خثعم مین سے کہا کہ یا رسول اللہ اللہ نے اپنے بندون پر حج فرض کیا اور میرا باپ بہت بوڑھا ہی سواری پر ٹھہر نہین سکتا کیا اسکی طرف سے مین حج کرون فرمایا ہان۔ ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کرے اور وہ مرگئی۔ نبی نے فرمایا کہ اگر اُسپر دین ہوتا تو کیا تو اسکو ادا کرتا۔ کہا ہان۔ فرمایا اللہ کا دین بھی ادا کر کیونکہ وہ ادا کرنیکے لایق تر ہے **حکایت**۔ ابن موفق نے

لہ یعنے لڑکے کو بھی حج نفل کا ثواب ملیگا اور ماں کو بھی کیونکہ اُسنے حج کی تعلیم کی اور ہر طرح کی خبر گیری کرتی ہے لیکن بعد بالغ ہونیکے شرایط حج کی فرضیت کے پائے تو پھر حج کرے حج فرض ساقط نہین ہوتا۔ اور اسی طرح غلام لیکن فقیر کو بعد غنی ہونیکے پھر دوسرا حج فرض نہین ہے (اشعۃ اللمعات) بخاری ومسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ) بخاری ومسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ)

مسئلہ۔ جو قدرت حج کی رکھتا تھا اور سب شرطین اُسمین موجود تھین پھر وہ معذور ہوا خواہ بہت بڑھاپے سے یا بیماری جیسے لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ اندھا۔ مفلوج یا دایم الحبس یا خائف حاکم سے اور اسکے پاس مال ہے اوسپر واجب ہے کہ دوسرے کو مال دیکر اپنی طرف سے حج کرادے کہ ادا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ ہمیشہ معذور رہے اور اگر بعد حج کرانے کے عذر جاتا رہا تو اُسکو خود حج کرنا چاہئے ہان اگر معذوری کی حالت مین اوس نے کسی طرح آپ حج کیا تو ادا ہوا پس بعد دور ہونے عذر کے اور حج کرنا لازم نہین۔ یہہ تینون اماموں کا مذہب ہے اور امام احمد فرماتے ہین کہ اسپر حج واجب نہین کیونکہ حج ایسے شخص پر واجب ہے جو اپنی خاص ذات سے مستطیع ہو۔ (میزان) مسئلہ جسپر حج واجب تھا وہ مرگیا اور اپنے حج کرانیکی وصیت کی تھی تو وارثون پر مال کے تیسرے حصہ سے حج کرانا لازم ہے جہان سے اوسنے بیان کیا ہو ورنہ اُسکے وطن سے اگر تہائی مال کافی ہو ورنہ جہان سے ہوسکے۔ اور اگر وصیت نہین کی تھی لیکن وارث اُسکی طرف سے آپ حج کرے یا اُسکے مال سے کروادے تو بھی جایز ہے۔ لیکن امام شافعی و امام احمد فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص بعد قدرت حج کے حج نہ کیا اور مرگیا تو حج اُسکے اصل مال مین سے واجب ہے۔ خواہ وصیت کرے یا نہ کرے مثل قرض کے۔ (میزان)۔

قوت القلوب جلد ثانی صفحہ ۱۲۱ - ۱۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کئی حج کیے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے
ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا۔ میں نے گذارش کی کہ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا تو نے میری طرف سے
لبیک بھی کہا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ تیرا مجھ پر احسان ہے۔ اسکا بدلہ مجھ سے قیامت میں یہ ہوگا
کہ حشر کے روز تیرا ہاتھ پکڑ کے جنت میں داخل کردونگا اور لوگ حساب کی سختی میں ہوں گے۔ آداب
حج ساتھ ہیں (۱) رفیق نیکبخت ساتھ ہو۔ اور خرچ راہ پاک اور حلال ہو۔ کیونکہ زاد حلال دل کو (آداب حج)
نورانی کرتا ہے۔ اور رفیق نیک بھلائی یاد دلاتا اور برائی سے روکتا ہے (۲) مال تجارت ہمراہ نہ ہو
تاکہ دل پریشان اور فکر مشوش نہ ہو علاوہ خالص نیت بھی نہ ہوگی (۳) راہ میں کھانے میں توسیع کرے
اور خوب پکائے۔ رفیقوں اور کرایہ والوں سے نرمی سے بات کرے اور اپنی شیریں کلامی
سب کو خوش کرے (۴) فحش و بدکاری اور لڑائی چھوڑ دے بلکہ بیکار بات بھی نہ کرے قرآن و ذکر
میں مشغول رہے (۵) سامان کے اونٹ پر سوار ہووے محمل پر نہ بیٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ کے
اونٹ پر حج کیا تھا۔ اور آپ کے نیچے پرانا پالان اور ایک پرانی چادر تھی جسکی قیمت چار درہم تھی
اور اسی سواری پر طواف فرمایا تاکہ لوگ آپکی سیرت اور عادت دیکھیں۔ اور ارشاد فرمایا خُذُوا
عَنِّی مَنَاسِکَکُم یعنے مجھ سے حج کے اعمال سیکھو۔ خستہ حال اور الجھے بال اور غبار آلودہ رہے زینت

۱؎ ترمذی شمائل میں و ابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) ۲؎ مسلم و نسائی بروایت
جابر رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) یہ آداب حج احیاء العلوم سے بطور اختصار نقل کیے گئے ۱۲

نہ کرے بلکہ ہیئت مسکینون پر رہے تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین نہ ہو جائے۔
حدیث[1] مین ہے کہ حاجی وہی ہے کہ بال الجھے ہون اور بدن مین سے بو آتی ہو (۶) یہ ہے کہ صبح اور
شام کو سواری کے آرام دینے کے لئے اتر پڑے کہ یہ امر سنت[2] ہی اور کرایہ والا بھی خوش ہوتا ہے اور
جو چیز[3] جانور کی طاقت سے زیادہ ہو اُسپر نہ لادے (۷) جو کچھ خرچ کیا ہو اُسپر خوش ہووے۔
اور اسیطرح اگر کچھ نقصان یا مصیبت خواہ مالی یا بدنی پہونچے مسرور ہووے۔ اسکو حج کے
قبول ہونیکی علامتین سمجھے **اسرار حج** بہت ہین انمین سے دو قسم یہ ہین۔ (۱) جبتک آدمی
شہوات سے پاک نہ ہوا ور ضروری چیزون پر اکتفا کرکے لذات سے باز نہ رہے اور تمام حرکات
وسکنات مین خاص اللہ تعالی کے لئے نہ ہو رہے تب تک خداے تعالے تک اُسکی رسائی نہین
ہوسکتی اور اسی وجہ سے پہلے ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہوکر راہب ہوگئے اور پہاڑون کی
چوٹیون پر جا رہے۔ اور اس اُمت کے لئے اللہ تعالے نے رہبانیت کے بدلے حج مقرر فرمایا۔
جسطرح حدیث[4] مین آیا ہے۔ پھر خانہ[5] کعبہ کو کتنے شرف عنایت فرمائے کہ اُسکو اپنی ذات پاک کی

اسرار حج

---

[1] ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابن عمر اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے (تخریج عراقی) [2] طبرانی اوسط بروایت انس رضی اللہ تعالے عنہ حکایت [3] ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت مین عرض کی کہ آپ میرا خط لیجائے اور مکتوب الیہ کو پہونچا دیجے آپ نے فرمایا کہ مین اونٹ والون سے پوچھ لون تو بیلون کیونکہ مینے اونٹ کرایہ کیا ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ خط کے لیجانے سے بھی احتیاط کی جسمین کچھ وزن نہین ہوتا اور تقوے کے باب مین احتیاط کا طریق یہی ہے اسلئے کہ اگر کم کی راہ کھلتی ہے تو پھر بہت پر رفتہ رفتہ نوبت پہونچ جاتی ہے۔ (احیاء العلوم) [4] ابو داؤد بروایت ابو امامہ۔ [5] الیٰس مین ہے جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی الخ جس طرح کعبہ

طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود ٹھرایا۔ اور اسکے اطراف کی زمین کو اوسکی عظمت اور شان کے لئے حرم بنایا۔ عرفات کو ایسا کردیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۱) بیتِ ظاہر ہے اسی طرح قلب بیتِ باطن ہے تو اسی طرح بیتِ باطن کو خطراتِ نفسانیہ سے پاک رکھے جیسے بیتِ ظاہر کو پاک رکھنے کا حکم ہے۔ واسطے طواف کرنے والون اور کھڑے رہنے والون کے۔ قلب کے واسطے طائفین انوار تجلی اور وارداتِ غیبی ہین۔ اور قائمین انوارِ معرفت ہین۔ اور رکوع و سجود کرنے والے انوار ایمان و اسلام ہین یا یہ کہ طائفین ملائکہ الہام اور قائمین ارواح ہین حاصل اشارات یہ ہین کہ قلب کو ماسوائے حق سے پاک رکھے تاکہ یہ چیزین نجاست خطرات شیطانیہ سے مشوش نہ ہون۔ کہ وہ تمھاری طرف پیدل آئین۔ اشارہ ہے کہ ہر چیز سے مجرد اور اپنے نفوس سے پاک ہوکر زیارت کے لئے حاضر ہونگے۔ اور دبلے دبلے اونٹون پر سوار ہو کر آئین۔ یعنے اگر نفوس سے تجرید حاصل نہ ہوئی ہو تو اپنے نفوس پر سوار ہوکر آئین گے۔ جو صامر ہون یعنے ریاضت و مجاہدات سے دبلے ہون۔ اُس مین سے مصیبت زدہ محتاجون کو کھاؤ اور کھلاؤ۔ اس مین اشارہ ہے کہ فقراء و مساکین کے ساتھ کھانے مین تواضع کرین۔ اور پاکیزہ کھانا اپنے لئے مخصوص نہ کرین۔ بلکہ اُن کو اپنے ہمراہ شریک کرین۔ اور اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو امور مکاشفہ و مشاہدہ سے ظاہر ہون جو غذائے روح ہین۔ اُسمین اہلِ ارادت کو شریک کرین اور تنہا نہ کھائین۔ اور اللہ کی قابلِ حرمت چیزون کی تعظیم کرے تو وہ اُس کے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے حرماتِ الٰہی کنہ عظمہ کے معلوم و مفسر ہین۔ اور حرماتِ الٰہی قلب مین وہ مقام اتحاد و اتصاف قرب ہے کہ اُس سے ظاہر توحید و اتصاف تفرید مین حدانیت و فردانیت حق عزوجل کی تعظیم قایم ہے۔ اور بندگی و عجز و نقص کو جو بندہ کی ذات کے واسطے لازم ہے نہ بھولے۔ اور دعوی سکر انانیت ہے نہ آنے پاوے۔ پس جو وہان بصفتِ عبودیت محفوظ رہا وہ مقام صحو و ہشیاری مین بادتِ مراتب سے سرفراز ہوتا ہے اور امام صحو و تمکین ہوجاتا ہے اور طریقت کے سالکین و حقیقت کے واصلین اسکی اقتداء کرتے ہین اور جس نے وہان سکر مین انانیت کا دعوی کیا وہ نکل گیا۔ اور غیرت کبریائی مین ستولی دیا جاتا ہے اور ہیبت و کبریائی و سلطنت مین آگ سے سوختہ ہوتا ہے۔ اور اشارت ہے کہ جس نے حق عزوجل کو حادث سے منفرد دیکھا اور مشاہدہ مین اپنی طمع و حظوظ سے بیزار رہا تو اُسنے مقام قرب مین احترام کی رعایت رکھی۔ اور جس نے اپنے حظوظ کی طرف توجہ کی وہ مقام مین منین رہا۔ مترجم کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس بھی اعظم حرمات اللہ اور اعظم شعائر اللہ ہے جسقدر ہوسکے اُنکی تعظیم کرو لیکن نصارے نے جو اپنے نبی کی شان مین کہا وہ نہ کہو ۔ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ ۔ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ + ۱۲

حرمت کی تاکید زیادہ کی کہ اسکے شکار اور درخت کو حرام کردیا اور اسکو ایسا بنا دیا جیسے پادشاہون کا دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والے دور دراز راہون سے ژولیدہ مُنہ غبار آلودہ رب البیت کیلئے انکسار کرتے اور اسکی جلال و عزت کے سامنے خضوع و خشوع سے با ادب چلے آئین اور باوجود اسکے اسباب کے مقر ہون کہ اللہ تعالے اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اسکو گھیرے یا کوئی شہر اوسکو اپنے درمیان مین لیوے تاکہ اسباب سے اونکی غلامی اور بندگی بڑھ جاے اور فرمان برداری اور انقیاد کامل تر ہوجاے اور اسی لئے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرماے جن کے ساتھ نفس مانوس ہو اور اُنکی وجہون کو عقلین نپا سکین مثلاً پتھرون پر کنکرین مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان چند بار آمد و رفت کرنا وغیرہ اور اُن جیسے اعمال سے کمال غلامی و بندگی ظاہر ہوتی ہے اسلیئے نبی[۱] صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا یعنے مین حج کے لیے بندگی اور غلامی کی راہ سے حاضر ہون (۲) حج کا حال سفر آخرت سے مشابہ ہے۔ گھر سے نکلنا اور اولاد و مال کو چھوڑنا دنیا سے گذرنیکو یاد دلاتا ہے اور اونٹ کی سواری سے جنازہ یاد آتا ہے۔ اور احرام باندھنا گویا کفن مین لپیٹنے کا نمونہ ہے۔ اور جنگل مین رہزنون کی دہشت سے منکر نکیر کی سوال کی دہشت یاد کرے۔ اور درندون سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے خیال کرے۔ اور جب لَبَّیْکَ کہے تو سمجھے[۲] کہ مین خدا ے تعالے کی ندا کا جواب دیتا ہون۔ اور خیال کرے کہ صور کے وقت بھی لوگ اسیطرح پکارے جائینگے

[۱] دار قطنی علل مین بروایت انس رضی اللہ عنہ [۲] جو قول خداوندی ہے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ الآیہ ۱۲

اور عرفات مین کھڑا ہونا حشر مین کھڑے ہونیکا نمونہ ہے - **غرض** مریدانے ہر عمل سے عمل آخرت یاد کرے زیادہ بیان کی حاجت نہین ہے - کیونکہ ہر ایک شخص خود اپنے استعداد اور صفائی قلب کے موافق انوار حاصل کریگا - اور جو خواہشات نفس کا بندہ ہے وہ اسی طرف متوجہ رہیگا - لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا - مولانا فرماتے ہین ؎

حج زیارت کردنِ خانہ بود	حجِ ربّ البیت مردانہ بود
کعبۂ جبریل جانہا سدرہ	کعبۂ عبد البطون شد سفرہ
قبلۂ زاہد بود فیضِ نظر	قبلۂ طامع بود همیانِ زر
قبلۂ ظاہر پرستان روئے زن	قبلۂ باطن نشینان ذوالمنن

پھر اللہ تعالے نے اوامر و علاماتِ الٰہی (جیسے حج کی باتین اور قربانی) کی حرمت و تکریم و تعظیم کے واسطے تاکید فرمائی - ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ٥

شعائر جمع شعیرہ یا جمع شعارہ اور وہ ہر شے ہے جس مین اللہ کے لئے ہونیکی علامت ہو - اور لڑائی مین قوم کا شعار بھی علامت ہے جس سے لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانین - یہان شعائر سے مراد بدنہ ہے - ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ اسی طرح ذکر کیا جسطرح در منثور مین ہے اور بعضون نے کہا جمیع اعمال حج ہین - ابن کثیر کہتے ہین اوامر الٰہی چنانچہ بدنہ وہدی کی تعظیم بھی انھین مین داخل ہے - **بخاری** مین ہے کہ ابوامامہ نے سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم مدینہ مین اپنی قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی - امام احمد و ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دم عفراء اللہ تعالے کے نزدیک دو دم سوداوین سے زیادہ محبوب ہے" علماء نے کہا کہ عفراء وہ جانور جو سپید ہو - لیکن اسکی سفیدی بہت چمکیلی نہ ہو - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سپید رنگ کا جانور

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (بات) یہ ہے اور جو اللہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۲) اور دن سے افضل ہے۔ اور جو سپید رنگ نہ ہو وہ بھی جایز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے املح (یعنے جسکی سفیدی سیاہی سے زیادہ تھی) سینگ دار قربانی کیے"۔ اور ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سرگین مینڈھا قربانی کیا جو کھاتا سیاہی مین اور دیکھتا سیاہی مین اور چلتا سیاہی مین"۔ اسکو اہل سنن نے روایت کی اور ترمذی نے تصحیح بھی کی۔ مراد یہ ہے کہ یہ ابلق تھا اور یہ مقامات سیاہ تھے (یعنے آنکھین اور منہ اور پانون) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان غور سے دیکھ لین۔ اور کسی مقابلہ و مدابرہ و شرقاء اور خرقاء کو نہ قربانی کرین" امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اسکی تصحیح کی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن کو قربانی کرنے سے منع فرمایا"۔ اب ان الفاظ کی تفسیر اسطرح ہے کہ سعید بن المسیب نے فرمایا کہ اعضب وہ کہ آدھا کان یا سینگ کٹا یا ٹوٹا ہو۔ بعضے اہل لغت نے کہا کہ اعضب القرن وہ ہے جسکا نیچے کا سینگ شکستہ ہو۔ اور اگر اوپر کا ٹوٹا ہو تو قصما ہے۔ اور اعضب الاذن وہ کہ جسکا کچھ کان کٹا ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر یہ عضب ہو تو قربانی جایز ہو جائیگی لیکن مکروہ ہے۔ امام احمد نے کہا کہ جایز ہی نہین بوجہ اسی حدیث کے جو مذکور ہوئی۔ امام مالک نے کہا "اگر سینگ سے خون بہتا ہو تو جایز نہین ورنہ جایز ہے"۔ اور مقابلہ وہ جانور ہے جسکا اگلا کان کٹا ہو۔ اور مدابرہ وہ جسکا پچھلا کان کٹا ہو۔ اور شرقاء وہ جسکا کان طول مین پھٹا ہو۔ یہی تفسیر امام شافعی و اصمعی نے بیان کی۔ اور خرقاء وہ ہے جسکا کان مدوّر (یعنے گولائی) مین پھٹا ہو۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "چار ہین جو قربانی مین جایز نہین نابینا جسکی نابینائی ظاہر ہو۔ بیمار جسکی بیماری ظاہر ہو۔ لنگڑا جسکا لنگ ظاہر ہو۔ اور کسیرہ جس کو نقی (یعنے ہڈی مین گود) نہو"۔ امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے تصحیح بھی کی۔ یہ عیوب ایسے ہین کہ گوشت مین نقص پیدا کرتے ہین کیونکہ اچھی طرح چرنے سے جانور کو عاجز کر دیتے ہین الخ مختص۔ چارون امام ان باتون مین متفق ہین کہ اگر قربانی کا جانور بہت بیمار ہو تو جایز نہین کیونکہ وہ بیماری گوشت کو خراب کر دیگی اور تھوڑی سی بیماری ہو تو مانع نہین۔ خارش ظاہری بھی مانع ہے۔ اور دم اور کان کٹا ہوا بھی جایز نہین کیونکہ گوشت کا ایک جزو فوت ہو گیا اور اسپر بھی اتفاق ہے کہ نذر کی قربانی مین کچھ بھی گوشت کھانا جایز نہین۔ اسی طرح گوشت و چمڑا

نشانیون کی تعظیم کرے (یعنے قربانی کا جانور فربہ بے عیب گران قیمت ہو۔) تو یہ (تعظیم) دلونکی

پرہیزگاری سے (پیدا ہوتی) ہے تمھارے لئے اُن مین ایک وقتِ مقرر تک فائدے ہین پھر اُنکو

اُس قدیم گھر تک پہونچنا ہے یعنے ہدی کا محل (یعنے اُسکے ذبح کرنیکا مقام) بیتِ عتیق (یعنے حرم) ہے۔

ہدی اُس قربانی کے جانور کا نام ہے جو مکہ کو بھجواتے ہین۔) پھر اللہ تعالے اُن جہلا کو الزامی جواب دیتا ہے

جو قربانی پر اعتراض کرتے تھے۔ کیونکہ ہمیشہ سے اللہ تعالے کے نام پر قربانی کرنا تمام مِلّتون مین مشروع

رکھا گیا ہے جس طرح فرمایا۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ

بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

مَنسَكاً حمزہ وکسائی ... یعنے موضع ... یعنے موضع قربانی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۳) بیچنا بھی جایز نہین خواہ وہ قربانی اور ہدی نذر یا نفل ہو۔ اسپر بھی متفق ہین کہ اونٹ اور گائے سات شخصونکی طرف سے کافی ہے۔ اور بکری ایک کی جانب سے۔ ہان اسمین اختلاف ہے کہ تینون امام اور صاحبین کے پاس قربانی سنت موکدہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم شہروالون پر بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہون واجب ہے۔ اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ امام شافعی آخرِ وقت قربانی کا آخرِ ایام تشریق (یعنے عید کے بعد تین دن) کہتے ہین۔ اور تینون امام کہتے ہین کہ دوسرا دن تشریق کا آخر روز قربانی کا ہے (یعنے عید کے بعد دو دن) الخ (میزان شعرانی) ؎ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله ذلك ومن يعظم شعائر الله - قال الاستسمان والاستحسان والاستعظام وفی قوله لكم فيها منافع الى اجل مسمّى - قال الى ان تسمّى بدنا (در)

؎ یہان مضاف محذوف ہے یعنے فان تعظيمها من تقوى القلوب - اور لفظ من احتمال رکھتا ہے کہ تعلیل کے لئے ہو یعنے ان تعظيمها لاجل التقوى - یا ابتدارِ غایت کے لئے یعنے تعظيمها ناشئ من تقوى القلوب (خفاجی) ؎ یعنے کہ اُن کے دودھ اور صوف اور بالون اور کھالون سے منافع ہین - اور بعض نے کہا کہ اُنکی سواری سے بھی منافع ہین (ابن کثیر) ائمہ ثلاثہ کے پاس بدنہ سے فائدہ لے سکتے ہین - امام ابوحنیفہ کے پاس اُسکے منافع کا نہ مالک ہو سکتا ہے نہ بے ضرورت سوار ہو سکتا ہے (خفاجی) ۱۲ - اُمَّة - وہ جماعت جو ایک دین پر مجتمع ہو - یہان گذشتہ دیندار مراد ہین (ابن جریر) مَنسَكاً مصدر ہے

زقهم من

ذكر الله

وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

يُنْفِقُوْنَ ۝ اور ہر گروہ (دیندار) کے لئے ہم نے قربانی مقرر کردی تاکہ وہ اللہ کا نام اُن مویشی چوپاؤن

کے (ذبح) پر لین جو اللہ نے اُن کو دئے تو (لوگو) تم سب کا خدا خدائے واحد ہے تو اُسی کے فرمانبردار

بنو۔ اور (ای نبی) خوشی سنادو اُن عاجزی کرنیوالون کو کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۴ یا معنی اسم مفعول ہے یعنے ذبح کرنا یا قربانی۔ مجاہد نے کہا منسک سے مراد خون بہانا ہے (ابن جریر) وابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم (در) بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ انعام کی قید اس لئے لگائی کہ قربانی انعام (یعنے اونٹ گائے بکری) کے سوائے اور کسی جانور کی درست نہین مانند گھوڑے وغیرہ کے (ابن جریر) فَلَهٗ اَسْلِمُوْا ابن ابی حاتم مقاتل سے انہون نے کہا فله اخلصوا (در) الْمُخْبِتِيْنَ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ انہون نے کہا مطمئنین (در) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی شیبہ و بیہقی شعب الایمان مین وغیرہم عمرو بن اوس سے کہ انہون نے کہا کہ مخبتین وہ ہین کہ جو لوگون پر ظلم نہین کرتے اور جو ظلم کئے جائین تو اپنی مدد نہین کرتے (در) ابن ابی شیبہ ابن منذر ابن ابی حاتم ضحاک سے کہ وہ متواضعین ہین (در) اخبات اصل مین پست ہوجانا اور زمین سے لگ جانا۔ چونکہ یہان حجاج مکہ کا ذکر ہے اور یہ لفظ اُنسے پوری طور پر مناسبت رکھتا ہے اس لئے کہ اُن مین صفات متواضعین پائے جاتے ہین۔ مثلاً وہ چادرین اوڑھنا سر کھلا رکھنا وطن سے بے وطن ہونا وغیرہ وغیرہ ابن کثیر نے کہا کہ مخبتین کی عمدہ تفسیر خود آگے مذکور ہے اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ الآیہ ۱؎ قربانی کے بعد یہ اس لئے فرمایا کہ بسبب اختلاف زمنہ و اشخاص انکی مصلحتین مختلف ہوتی ہین اسی لئے تکلیفات شرعی بھی مختلف ہوتی ہین لیکن خدا تو سب کا ایک ہے۔ یا یہ کہ جب خدا ایک ہے تو تم اپنے ذبائح کو غیر خدا کے نام سے ذبح کیا کرو (کبیر) ۲؎ جب غیر سے اللہ کا ذکر سنتے ہین تو انکو وجل و خوف و اضطراب ہوتا ہے اور جب بشرط محبت وصل ہوکر حضرت حق عزوجل سے خطاب سنتے ہین تو اُن کو اطمینان ہوتا ہے چنانچہ دوسری جا فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (عرائس) مترجم کہتا ہے کہ ذاکر کا کوئی رنگ نہین لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ کا ظہور ہے۔ جب صفت جلال سے تجلی ہوی تو خائف و ہراسان رہتا ہے اور جب صفت جمال کی تجلی ہوی تو مانوس و مطمئن ہے اسی لئے کبھی اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اور جو مصیبت ان پر آپڑے اُسپر صبر کرتے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہماری دئے ہوئے میں سے

خرچ کرتے ہیں جب ذکر الٰہی سے خوف ہوتا ہے اُس سے دو اثر ہوتے ہیں (۱) تکلیفات پر صبر (۲) مولا کی خدمت - چونکہ آدمی کے پاس سب سے زیادہ محبوب اسکا نفس ہے - تو خدمتِ نفس کے لئے نماز اور خدمتِ مالی کے لئے فرمایا ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی وہ بھی انکا نہیں ہمارا دیا ہوا ہے پھر ہمارے دئے ہوئے میں سے ہمارے حکم پر خرچ کرنا کیون بار ہونے لگا پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے قربانی کے اونٹون کے شعائر ہونے کو اور اُس کے بعضے احکام کو بیان فرمایا وَالْبُدْنَ

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۵ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کا مصداق ہے اور کبھی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ کا رباعی

ارچند نہ شد دل ز حقیقت آگاہ	پائے طلبش ہست ہمان بر سر راہ
یارب تو ز خود نشان ہی یا نہ دہی	ما ئیم و ہمین نامِ تو اللہ اللہ

والبدن جمع بدنہ ہے اور کبھی احد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے - اور اس لئے اسکا نام بدنہ ہے کہ اس مین تبدن یعنے موٹا مقدار ہونا پایا جاتا ہے (ابن جریر) عطا نے کہا کہ بدن گائے اور اونٹ ہین اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما و سعید بن المسیب و حسن بصری رحمہم اللہ سے مروی ہے - مجاہد نے کہا کہ بدن فقط اونٹ ہے - مین کہتا ہون کہ اونٹ پر بدنہ کا اطلاق ہونے مین اتفاق ہے - اور گائے پر اسکا اطلاق ہونے مین دو قول ہین - اور ان دونون مین سے صحیح تر قول یہ ہے کہ بدنہ کا اطلاق گائے پر شرعاً صحیح ہے جس طرح کہ صحیح حدیث مین ثابت ہو چکا ہے (ابن کثیر) لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ - آخرت کی بہتری اسطرح ہے کہ (حکم خداوندی کی تعمیل کرنے کے لئے) اُسکو نحر کرے پھر خیرات کرے - اور دنیا کی بہتری اسطرح کہ اگر ضرورت پڑے تو سوار ہووے اور دودھ لیوے جسطرح

صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۶ مجاہد و ابراہیم سے مروی ہے (ابن جریر) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نے یوم النحر کے روز کوئی عمل قربانی کے خون بہانے سے بہتر نہیں کیا اور قربانی قیامت کے روز مع اپنے سینگوں اور کھروں اور بالوں کے آئیگی - اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالے کے نزدیک اونچی عزت پر پہونچ جاتا ہے پس تم اپنے نفس کو قربانی کے لئے خوش رکھو - ابن ماجہ اور ترمذی نے اسکو روایت کی اور ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حازم قرض لیکر بدنہ ہانک لیجاتے - تھے لوگوں نے پوچھا کہ آپ قرض کیوں لیتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ یعنے تمہارے لئے اس میں بہتری ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے روز قربانی میں روپیہ خرچ کرنا اور دوسرے عمدہ کاموں میں اُس قدر خرچ کرنے سے افضل ہے - دار قطنی نے اسکو اپنے سنن میں روایت کی (ابن کثیر)

صوآف ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک پانوں اُسکا عقال کیا گیا ہو اور وہ تین پانوں پر کھڑا ہو - (اور روائتیں آپ سے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے مروی ہیں) (ابن جریر) صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کی طرف گذرے کہ جو اونٹ بٹھلاکر قربانی کرنا چاہتا تھا - آپنے فرمایا کہ اسکو اٹھا کر کھڑا کرکے مقید کردے - یہ ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت ہے - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے اصحاب اپنے اونٹوں کو اسطرح نحر کرتے کہ اُسکا اگلا بایاں پانوں عقال کردیتے یعنے دوہرا کرکے باندہ دیتے اور وہ اپنے باقی ٹانگوں پر کھڑا ہوتا - ابو داؤد نے اسکو روایت کی اور اسیطرح صحیح مسلم میں قصۂ حجۃ الوداع میں ہے - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ عید اضحے کی نماز پڑھی - جب آپ نماز سے فارغ ہوکر اٹھے تو آپکے سامنے ایک مینڈھا لایا گیا - آپنے اسکو ذبح فرمایا اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ یعنے الہی یہ میری طرف سے اور میری اُمت میں ہر ایسے شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی - اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد و ترمذی نے روایت کی - امام علی ابن امام حسین نے ابو رافع رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب قربانی کرتے تو دو مینڈھے

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ

بقیہ حاشیہ (صفحہ ۷۲۷) موٹے تازے سینگون والے خرید فرماتے پھر جب نماز پڑھ لیتے اور لوگون کو خطبہ سنا دیتے تو وہین مصلےٰ کے اوپر آپ کے پاس اُن مین سے ایک لایا جاتا اُسکو بنفس نفیس خود چھری سے ذبح کرتے - پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ اُمَّتِيْ جَمِيْعِهَا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهِدَ لِيْ بِالْبَلَاغِ یعنے الٰہی یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے تیرے لئے توحید کی گواہی دی اور میرے لئے رسالت پہونچانے کی گواہی دی پھر آپکے پاس دوسرا لایا جاتا تو اُسکو بھی بذات خود ذبح فرماتے - پھر کہتے هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکی آل کیطرف سے ہے - پھر دونون کو مسکینون کو دیتے اور خود اور آپکے اہل بھی کھاتے - اس حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی (ابن کثیر) فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا مجاہد نے کہا کہ جب مین پر گرین - اور یہ ایک روایت ابن عباس سے ہے - اور یہی مقاتل کا قول ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی یعنے نحر کردئے جائین - اور عبدالرحمٰن بن زید نے کہا "یعنے مرجائین" - ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد کی بھی یہی مراد ہے کہ مر کر گرین کیونکہ بدنہ جب نحر کردیا جاتا ہے تو اس مین سے کھانا جائز نہین یہان تک کہ مر کر ٹھنڈا ہوجاے اور حدیث مرفوع مین ہے کہ نفوس پر جلدی نہ کرو یہان تک کہ نکل جائین (یعنے جانور ذبح کئے بعد اسقدر ٹھیرے کہ وہ حرکت موقوف کردے) اور اسکو ثوری نے اپنی جامع مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - اور شداد بن اوس کی حدیث اسکی موید ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کردیا ہے - جب تم قتل و ذبح کرو تو اچھی طرح کرو - اور تم مین سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت دے - اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہیمہ مین سے جو ٹکڑا اس حالت مین کاٹ لیا جائے کہ وہ زندہ تھا تو یہ ٹکڑا مردار ہے - امام احمد و ابو داؤد اور ترمذی اور تصحیح بھی کی (ابن کثیر) ابن جریر نے وجبت کی تفسیر مین جو اقوال مذکور ہوے ہین ہر ایک کو معہ سند بیان کیا - مختار الصحاح مین ہے

الوجبة بوزن الضربة السقطة مع الهدة ووجب الحائط وغيره وجبة اذا سقط فكلوا

منها احکام قرآنیہ مین ہے کہ اہل علم متفق ہین کہ اسکا کھانا واجب نہین اور ہوسکتا ہے کہ مندوب و مستحب ہوے

التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۸) کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ مین سے جسکو نحر فرمایا تھا پکواکر ایک ایک بوٹی لیکر کھائی (خفاجی) مترجم کہتا ہے کہ صحیح مسلم مین جابر سے روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جو سو اونٹ پکوائے گئے تھے آپ نے ہر ایک مین سے گوشت کھایا اور شوربا پیا - القانع والمعتر - قانع کے دو معنے صحابہ و تابعین سے مذکور ہین جسطرح ابن جریر وغیرہ نے ہر ایک کو مع سند بیان فرمایا - اور لغت سے بھی اونکا ماخذ موجود ہے لیکن ہر ایک کا باب و مصدر علیحدہ ہے - ایک معنے تو یہ ہین کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملجائے اور جو کچھ اپنے پاس ہے اسی پر خوش ہے کہتے ہین قَنِعَ يَقْنَعُ كَتَعِبَ يَتْعَبُ قنعا - اور دوسرے معنے سوال کرنیکے ہین (ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا) کہتے ہین قَنَعَ يَقْنَعُ كسأل يسأل لفظًا و معنًى قُنُوعًا - کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ۔ ؎

اَلْعَبْدُ حُرٌّ اِنْ قَنَعْ	وَالْحُرُّ عَبْدٌ اِنْ قَنَعْ
فَاقْنَعْ وَلَا تَقْنَعْ فَمَا	شَيْءٌ يَشِيْنُ سِوَى الطَّمَعْ

یعنے "اگر غلام قناعت کرے تو آزاد ہے - اور اگر آزاد سوال کرے تو غلام ہے - پس تو قناعت کر سوال نہ کر پس سوائے طمع کے کوئی شے عیب لگانے والی نہین ہے" اور بعضے لوگون کا وہم ہوا کہ قنع اضداد سے ہے حالانکہ یہ بات نہین کیونکہ ہر دو فعل مین اختلاف ہے - اور معتر کے بھی دو معنے ہین ایک تو سوال کرنیوالا - یا یہ کہ بلا سوال سامنے آنے والا - خلاصہ اسطرح ہے کہ بے سوال اور سوال کرنے والا - یا سوال کرنے والا اور بے سوال سامنے آنے والا دونون کو کھلاؤ - کہا جاتا ہے عرّہ وعراہ واعترہ واعتراہ بمعنی اعترض لہ (خفاجی) بعضے علما نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ تہائی تو قربانی کرنے والا خود کھائے - اور تہائی اپنے دوستون و احباب کو ہدیہ دے اور باقی ایک تہائی فقرا کو تقسیم کرے (مسئلہ) جانور کی کھال کے متعلق مسند امام احمد مین قتادہ بن نعمان سے حدیث قربانی مین مروی ہے کہ کھاؤ اور صدقہ کرو اور قربانیونکی کھالون سے نفع اٹھاؤ مگر ان کھالون کو فروخت نہ کرو - اور بعضے علما نے کہا کہ کھال کو بیچنا جائز ہے (یعنے اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت فقیرون کو صدقہ کرے) لیکن قصاب اور بنانے والے کی اُجرت

ہم نے قربانی کے اونٹون کو تمھارے لئے اللہ کی نشانیون مین سے بنا دیا۔ تمھارے لئے اُسمین فایدہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۹) کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑھین۔ پھر واپس ہوکر قربانی کرین جس نے اسی طرح کیا اُس نے ہماری سنت کو پالیا۔ اور جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا تو وہ ایسا گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے تیار کیا ہے اور وہ کسی طرح سے قربانی نہین ہے اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت علما نے کہا کہ قربانی کے روز یعنے دسوین ذی الحجہ کو جب آفتاب طلوع ہوکر اسقدر وقت گذر جائے کہ نماز اور دونون خطبہ ہوجائین تو یہ پہلا وقت قربانی کا ہے۔ امام احمد نے اسقدر اور بڑہا یا اسکے بعد امام قربانی بھی کرے کیونکہ صحیح مسلم مین ہے کہ تم قربانی نہ کرو یہانتک کہ امام قربانی کرے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ شہر والے قربانی نہ کرین یہانتک کہ امام نماز سے فارغ ہوجائے۔ اور قریہ والون کے لئے تو امام ابوحنیفہ کے پاس نماز مشروع ہی نہین ہے۔ انکو اختیار ہے کہ بعد طلوع فجر قربانی کرین۔ (ابن کثیر) ہدایہ مین لکھا ہے کہ کسی مسجد والون نے نماز پڑہ لی وعیدگاہ والون نے نماز نہ پڑھی تو بھی قربانی درست ہوجائے گی" یہ تقدیم نماز شہر والون کے لئے ہے قریہ مین تقدیم نماز بھی شرط نہین (ردالمحتار) حنبلی مذہب مین ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو عشرۂ ذیحجہ مین اُسکو اپنے بال اور ناخن نکالنا حرام ہے جسطرح صحیح مسلم مین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ماثبت بالسنہ بیان ماہ ذیحجہ مین فرماتے ہین کہ ان سنتون مین سے جسکو لوگون نے چھوڑ رکھا ہے یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہے فرض ہو یا نفل اُسکو بال منڈوانا اور ناخن کتروانا اور بدن کو چھونا نہ چاہئے پھر وہی حدیث مسلم کو ذکر فرمایا۔ لیکن مرقات مین ملا علی قاری نے اُس کی سنیت مین کچھ اختلاف بھی بیان کیا " میت کی طرف سے بھی قربانی جسطرح زندہ کی طرف سے کرتے ہین کرسکتے ہین سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے راوی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے۔ ابو داؤد و ترمذی نے روایت کی (مشکوٰۃ) مترجم کہتا ہے کہ ہمارے خاندان مین بھی اسی طرح کرتے ہین کہ پہلے ایک بکرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کرکے پھر دوسرے

تو تم اُن (کی قربانی) پر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو۔ پھر جب اُن کے پہلو زمین سے لگ جائیں۔ (یعنی بعد نحر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۰) قربانیاں کرتے ہیں۔ اور چاہئے بھی اسی طرح کیونکہ جب سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم غلاموں کی طرف سے کیا ہے ہمکو بھی چاہئے کہ حضرت کی طرف سے کیا کریں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ لن ینال اللہ ابن ابی حاتم نے جریج سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنے ذبائح کا خون وگوشت بیت اللہ کی طرف چھڑکتے تو جب اسلام آیا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی چھڑکیں تو یہ آیت اتری (اسیطرح درمنثور میں ابن منذر و ابن مردویہ ابن عباس سے ہے) (مسئلہ) امام ابوحنیفہ و امام مالک و ثوری رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص نصاب کا مالک (یعنے اُسی حاصل ہو جس سے صدقہ فطر واجب) ہو اُسپر قربانی واجب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے پاس یہ بھی شرط ہے کہ وہ مقیم ہو اور امام شافعی و امام احمد کے نزدیک واجب نہیں بلکہ مستحب ہے (لیکن مؤکد مستحب ہے کیونکہ) امام احمد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے وسعت پائی پھر اُس نے قربانی نہ کی تو وہ ہرگز ہمارے مصلے کے قریب نہ ہو۔ بعض لوگوں نے (چنانچہ امام احمد نے بھی) کہا کہ قربانی سنت کفایہ ہے۔ ایک بکری گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔ چنانچہ ابوایوب نے کہا کہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں ایک بکری کی قربانی اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے کیا کرتا پھر وہ سب کھاتے اور کھلاتے یہاں تک کہ لوگوں نے مال پایا تو اسطرح ہوگیا۔ ابن ماجہ و ترمذی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ صحیح ہے۔ بخاری نے روایت کی کہ عبداللہ بن ہشام ایک بکری کی قربانی اپنے تمام اہل کی طرف سے کرتے تھے (مسئلہ) قربانی میں کس عمر کا جانور جائز ہے۔ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ذبح کرو مگر مسنہ ہاں اگر تم پر دشوار ہو تو دنبہ کا جذعہ ذبح کرو۔ جمہور علما کے نزدیک اونٹ اور گائے اور بکری تو ثنی جائز ہے۔ اور دنبہ میں سے جذعہ جائز ہوتا ہے تو اونٹوں میں سے ثنی وہ ہے جو پانچ سال کا ہو کر چھٹے میں قدم رکھا ہو۔ اور گائے کا ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہو کر تیسرے میں بعض نے کہا جو تھے میں قدم رکھا ہو۔ بکری میں سے ثنی وہ ہے جو ایک برس کا ہو۔ اور دنبہ میں سے جذعہ وہ ہے کہ سال بھر کا ہو۔ بعض دس بعض نے آٹھ بعض نے چھ مہینہ کا کہا (حنفی و حنبلی مذہب میں جذعہ چھ مہینہ کا ہے) اور اس سے کم حلوان ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ میں نے ضان کا ترجمہ دنبہ کیا ہے کیونکہ رد المحتار میں الضان ما له الیۃ

وہ زمین پر گر پڑیں) تو اس میں سے کھاؤ اور بے سوال اور سوال کرنے والے محتاج کو بھی کھلاؤ۔
اسی طرح ہم نے اُن جانوروں کو تمھارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ تک نہ اُن قربانیوں کے
گوشت پہنچتے ہیں اور نہ اُن کے خون۔ لیکن اُس کے پاس تمھاری پرہیزگاری پہونچتی ہے[۱] (یعنی خلوص یا
عمل مقبول ہے) اسی[۲] لئے اللہ نے اون کو تمھارے بس میں کر دیا ہے (خواہ سوار ہو یا وہ لو یا ذبح
کرو) تاکہ تم اللہ کی بڑائیاں اس (احسان کے شکریہ) پر کرو کہ اُسنے تم کو ہدایت دی اور (اے نبی)
نیکو کاروں کو مژدہ سناؤ۔ رسول اللہ[۳] صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں سو اونٹ تھے
جسمیں سے تریسٹھ موافق سالہائے عمر شریف کے اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے اور سینتیس کے نحر کرنیکا سیدنا علی کو حکم فرمایا صحیح حدیث[۴] میں ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۷) منح قید بہ لانہ لا یجوز الجذع من المعز وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط
قہستانی یعنے ضان وہ ہے جسکو چکتی ہو منح[۱] میں اسی طرح ہے یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ چھ مہینے کی بکری وغیرہ بلا خلاف
جایز نہیں جس طرح کہ مبسوط میں ہے۔ قہستانی۔ در مختار میں چھ مہینے کے دنبہ میں بھی یہ قید ہے کہ ایسا قوی جثہ ہو کہ
کہ اگر سال بھر والوں میں ملا دیا جائے تو پہچانا نہ جائے رد المحتار میں لکھا کہ اگر دنبہ چھ مہینہ کا اور جثہ صغیر ہو تو جایز نہیں
یہانتک ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہو۔ اتقانی۔ مترجم نے زیادہ تحقیق اسلئے کی کہ یہاں حیدرآباد میں عوام
سال کے اندر کی بکری بسبب قیمت کم ہونیکے قربانی کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ عوام تو عوام بعضے ہمارے معاصر علما کو بھی
یہی دہوکا ہوا ہے کہتے ہیں کہ چھ ماہ کی بکری جایز ہے حالانکہ یہ دنبہ کا حکم ہے۔ حالہ الیہ کی قید کو بھولنا بیجا ہے ۱۲ [۱] عبد بن حمید
وابن منذر وابن ابی حاتم ابراہیم سے ولکن ینالہ التقوی منکم قال ما التمس به وجه الله تعالى (در) [۲]
کذلک ای من اجل ذلک (ابن کثیر) [۳] مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۶ [۴] ابو داؤد ونسائی۔ اور حاکم نے
تصحیح بھی کی اور ابو نعیم دلائل میں عبد اللہ بن قرط سے قال قدم الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدنات
خمس او ست فطفقن یزدلفن الیہ بایتهن یبدأ (در)

[۱] یعنی منح الغفار ۱۲

جب پانچ یا چھ اونٹ حضرت رسول اللہ کے روبرو لائے جاتے تو ہر ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوتا کہ تا پہلے اسکو ذبح فرمائیں۔ اُن کے فقیر کو عاشقانہ خیال اسطرح آتا ہے کہ کاش اس فقیر کی خلقت انھیں اونٹوں میں ہوتی تو کیا آرام سے روح اس تن سے نکلتی اور اُس جانِ جانان کو دیکھتے ہوئے لذت دیدار کے مزے اٹھاتے اس عالم سے جاتی خلیق ؎

عجب انداز سے جان تن سے نکلے		جو وقت واپسین تو روبرو ہو

اے جانِ جہان کیوں یہ تمھارے جھوٹے عاشق کی طرف ایک نظر نہیں فرماتے۔ کیا سرکار خواب میں بھی نہیں آتے۔ کیوں میان ستون رویا تو اسکو گلے لگاتے۔ ہم گنہگاروں کو اسطرح بھول جاتے حضرت بتلا دیئے کہ یہ گنہگار کیا کریں کہاں جائیں۔ اپنا دکھڑا کسکو سنائیں۔ نہ ہونیکے کام ہو رہے ہیں عمر گھٹتی گذر رہی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپکے روبرو سیاہ رو آئیں۔ اب ہماری شرم آپ ہی کے ہاتھ سے

حکایت۔ ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو منی میں دیکھا کہ جب لوگ قربانی کر رہے تھے وہ اسطرح کہنے لگا اَللّٰھُمَّ اِنَّ النَّاسَ ذَبَحُوْا وَتَقَرَّبُوْا اِلَیْکَ وَلَیْسَ لِیْ شَیْءٌ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ سِوٰی نَفْسِیْ۔ وَقَدْ اَھْدَیْتُھَا اِلَیْکَ فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔ یعنے اے اللہ سب لوگ قربانی کرکے تیرا تقرب ڈھونڈھ رہے ہیں اور میرے پاس ایک میری جان کے سوا اور کچھ نہیں۔ میں اسکو تیری نذر کرتا ہوں تو مجھ سے قبول کر۔ یہ کہا اور ایک چیخ مار کر گر پڑا اور مر گیا۔ ؎

جان کہ در قربانی جانان بود		حیف تن بہتر از ان جان بود

ہر کشتۂ کشتہ بشمشیر دوست	لاشۂ مردار بہ از جان او ست

یکایک کہنے والا کہتا ہے ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ ھٰذَا قَتِیْلُ اللّٰہِ قُتِلَ بِسَیْفِ اللّٰہِ۔ خواب مین مین نے دیکھکر پوچھا تو کہا کہ شہیدون سے بھی زیادہ مرتبہ ملاہے کیونکہ وہ شمشیر کفار سے قتل کیے گئے اور مین محبت جبار سے قتل کیا گیا مترجم کہتا ہے کہ حقیقی قربانی یہی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے تیار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالے نے اُس یادگار کو اسطرح باقی رکھا کہ چونکہ قربانی کے جانور انسان کے ساتھ حیوانیت مین شریک ہین اُنھین کا ذبح کرنا نیابتہً ہماری طرف سے قبول فرما لیا۔ اور چونکہ وہ ایام ضیافت کے بھی ہین اس لیے ہم پر روزہ حرام کیا اور فقیرون کی مہمانداری کے لیے اغنیا کو میزبان بنایا اور چونکہ تمام جہان انسان کے لیے پیدا ہوا ہے اس لیے جو حیوانات انسان کی غذا کیے جاتے ہین وہ ہلاک نہین ہوتے بلکہ اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین کیونکہ انسان کی تسبیح سب سے اعلےٰ اور روحِ انسانی جامع ہے اسی لیے فرمایا کہ تمھارا تقوےٰ پہونچتا ہے اور وہی درکار ہے۔ چونکہ عارف کا ہر بال بال دیدار الٰہی مین مستغرق رہتا ہے تو اُسکے لیے حیوان کا کشتہ ہونا کیا بلکہ انسان بھی اُسکی سلامتی کے لیے قتل کیے جائین تو کم ہے اسی لیے خداوندِ عالم نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ مشہور مثال ہے کہ ہزار مرین لیکن ہزار کا پالنے والا نہ مرے۔ مولانا فرماتے ہین ؎

بہرِ انسان جملہ حیوان را بکش	جملہ انسان را بکش از بہرِ ہش

حکایت[1] حضرت ابو یزید عارف فرماتے ہین کہ مین نے پہلے حج مین بیت اللہ کے سوا کچھ نہین دیکھا۔ دوسری دفعہ

[1] کشف المحجوب ۱۲ حکایت ایک امیر بادہ نوش تھا۔ جسکو کبھی حج کا خیال نہ آیا پھر کسی سبب سے وہ قید ہو کر امیر مکہ کے پاس گرفتار

گھر کو بھی دیکھا اور اُس کے مالک کو بھی تیسری دفعہ مالک ہی کو دیکھا گھر نظر نہین آیا کہتے ہین کہ جب بندہ صاحبِ کشف ہوتا ہے تو سب جہان اُس کے لئے گویا حرم ہو جاتا ہے۔ اور جب محجوب ہوتا ہے تو حرم اُسکے حق مین سب سے زیادہ تاریک جگہ ہے۔ اَظْلَمُ الْاَشْیَاءِ دَارُ الْحَبِیْبِ بِلَا حَبِیْبٍ ایک بزرگ کے حال مین لکھتے ہین کہ انہون نے یہ کہکر جان دی وَاشَوْقَاہُ لِمَنْ یَرَانِیْ وَلَا اَرَاہُ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تم خدا کو دیکھنا چاہتے ہو۔ جواب دیا نہین پوچھا کس لئے۔ جواب دیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے چاہا تو نہین دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا تو دیکھا۔ ہمارا دیدارِ حق کو چاہنا ہی خود حجابِ عظیم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۴) عرفات پر ہی قتل کے لئے لایا گیا۔ امیر نے اُس حنبل عرب کو بلا کر اسکو دکھلا کر پوچھا کہ یہ وہی شخص ہے۔ اُسنے کہا یہ وہ نہین ہے۔ امیر نے معذرت چاہی اور چھوڑ دیا۔ وہ مالدار تھا وہ جو کر احرام باندھا۔ پھر وہان سے ظاہر باطن پاک ہوکر پلٹا ؎

چاہتے ہین جسکو بلاسے ہین یون ، | شریعت دیدار چاہتے ہین یون ۔

حکایت ابو عبداللہ جوہری فرماتے ہین کہ مین عرفات مین آخر رات مین سو گیا۔ دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہین ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اس سال کتنے آدمی حج کو آئے۔ جواب دیا کہ چھ لاکھ جن مین سے چھ کا حج قبول ہوا (صاحبِ خواب نے) کہا میرا ارادہ ہوا کہ مین اپنے لئے منہ نوچون اور خوب چلاؤن۔ پھر پہلے نے پوچھا کہ خدا نے کیا کیا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ اُس کریم نے نظرِ کرم سے سب کو دیکھا اور ہر ایک شخص کو ایک لاکھ آدمی دیا اور چھ نفوس کی برکت سے چھ لاکھ کی مغفرت ہوئی حکایت علی بن موفق فرماتے ہین کہ مین نے کچھ اوپر پچاس حج کئے اور اسکا ثواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں اصحاب رضی اللہ عنہم اور میرے والدین کو بخشا۔ ایک حج باقی تھا۔ جب عرفات مین اہلِ موقف کو دیکھا کہ واویلا مچا رہے ہین تو مین نے کہا الٰہی اگر ان مین کوئی شخص ایسا ہے جسکا حج قبول نہ ہوا ہو تو مین نے اپنے حج کا ثواب اسکو بخشا۔ جب مین مزدلفہ مین آکر سو گیا تو پروردگارِ عالم کو دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے۔ مین نے تمام اہلِ موقف اور مثل اُن کے اور کئی چند کو بخشا اور ہر ایک کو اسکے گھر والون و متعلقین و ہمسایہ کا شفیع بنایا۔ اور مین تو بڑا ہی بخشنے والا ہون (روض الریاحین فی حکایات الصالحین)

کیونکہ دوستی مین ارادہ کا وجود مخالفت ہے۔ اور مخالفت حجاب ہی۔ **فقیر** کہتا ہے یہ رضا و تسلیم کا مقام ہے۔ اور بعضے عاشقون کو تو اَدِنی اَدِنی کا وظیفہ صبح و شام ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہین

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِي هَوَاكَا	وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَا
فَلَوْ قَطَّعْتَنِيْ فِي الْحُبِّ اِرْبًا	لَمَا سَكَنَ الْفُؤَادُ اِلٰى سِوَاكَا

حکایت کسی بزرگ نے حج کا ارادہ کیا انکو ایک لڑکا بھی تھا۔ لڑکے نے پوچھا باباجان کہان کا ارادہ ہے۔ فرمایا اللہ کے گھر کا۔ لڑکے کو خیال ہوا کہ جو گھر دیکھیگا وہ گھر والے کو بھی دیکھیگا۔ عرض کی باباجان مجھے اپنے ہمراہ کیون نہین لے چلتے۔ فرمایا کہ ابھی تم مین یہ صلاحیت نہین۔ لڑکا رونے لگا۔ آنسوون سے منہ دہونے لگا۔ باپ کو شفقتِ پدری کا جوش ہوا۔ آخر لڑکے کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ جب یہ دونون احرام باندہ کر لبیک کہتے ہوے حرم مین داخل ہوے۔ اور یکایک اُس لڑکے کی نظر اُس بیتِ مقدس پر پڑی۔ سکتہ کی سی حالت ہوی۔ بیہوش ہو کر گرا اور مرگیا۔ اُسکے غم مین والد کی بیقراری اور آہ وزاری حد سے بڑھی۔ کہتا تھا ای میری نورِ نظر ای لختِ جگر مجھے اکیلا چھوڑ تم کہان چلے گئی۔ ہاتف نے جواب مین کہا۔ تو نے گھر طلب کیا اُسکو پایا۔ اُسکو گھر والے کی طلب تھی وہ اُس تک پہونچا

جان گئی جان کے جویا کے پاس	پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

جو شخص جہت وجہِ احدی کی طرف متوجہ ہو حق تعالے اُسکا قبلہ ہو۔ اور وہ سب کا قبلہ ہو جسطرح آدم فرشتون کا قبلہ تھے کیونکہ وہ لباسِ جمال و جلالِ الٰہی سے آراستہ تھے۔ اسی لئے آنحضرت نے فرمایا۔ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ

(روح البیان) ۱۲ ۵۲

لہ میں نے خلق سے سب ہی کو چھوڑا۔ تیری ہوا میں۔ اور یتیم کیا عیال کو تاکہ دیکھوں تجھے۔ اگر تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے مجھے محبت میں تو نہ مائل ہو دل میرا سوا تیرے۔

جب اللہ تعالےٰ عبادات خصوصاً حج اور اُسکے لوازم اور اسکے دنیوی و اخروی منافع بیان کر چکا اور چونکہ کافر مسلمانون کو حج سے روکتے تھے اب اس روکنے کا دور ہونا اور مسلمانون کو فتح و نصرت عطا ہونا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۟ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۟ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ

ان اللہ یدفع۔ ابو حیان نے کہا کہ جو شے مومنون سے دفع فرماتا ہے اسکو بیان نہین فرمایا تاکہ اعم و اعظم و افخم ہو۔ خوان مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت خیانت کرنے والا۔ مراد مشرکین ہین۔ کیونکہ انہون نے اصل عہد جو روز میثاق مین ربوبیت کا تھا توڑ دیا۔ کفور۔ یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت ناشکری کرنے والا۔ اذن للذین الایہ۔ شان نزول۔ امام احمد و ترمذی۔ ترمذی نے حسن بھی کہا اور ابن ماجہ و ابن جریر و طبرانی وغیرہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ جب مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ان لوگون نے اپنے نبی کو نکالا۔ اب یہ قوم ضرور ہلاک کی جائیگی تو آیت اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ اتری۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین نے پہچان لیا تھا کہ عنقریب قتل کا حکم ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے حکم مین نازل ہوی (در) عبدالرزاق و ابن منذر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال مین نازل ہوی (در) اسی طرح مجاہد و ابن زید و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے (ابن کثیر) الذین اخرجوا من دیارہم عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت اور اسکے بعد کی آیت (الذین ان مکنّٰہم فی الارض) میرے اور میرے اصحاب کے شان مین اتری کیونکہ ہم شہرون سے ناحق نکالے گئے۔ پھر اللہ نے ہمکو زمین مین قدرت دی تو ہمنے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی۔ اور اچھے کام کا حکم کیا اور بری بات سے منع کیا (در) الا ان یقولوا۔

تنقیح۔ یدفع۔ ابن کثیر و ابوعمرو نے فتح یا و سکون دال و فتح فا کے ساتھ بغیر الف کے۔ اُذِنَ۔ ابن کثیر و ابن عامر و حمزہ و کسائی نے فتح ہمزہ کے ساتھ بصیغہ معروف یعنے اللہ نے اجازت دی۔ تقاتلون۔ ابن کثیر و ابوعمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی نے کسرہ تا کے ساتھ یعنے قتال کرتے ہین۔ دفع۔ نافع نے کسرہ دال و فتح فا اور الف کے ساتھ۔ لهدّمت۔ نافع و ابن کثیر نے تخفیف کے ساتھ۔ [illegible]

1 ۲

كَثِيرًا ۚ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اللہ ایمان دارون سے اُن کے
دشمنونکو دفع کریگا اللہ کسی دغاباز ناشکر کو پسند نہین کرتا۔ جو لوگ (یعنے اصحاب رسول) مارے جاتے
ہین اُنکو (جہاد کی) اجازت دیگئی اسلئے کہ اُنپر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ اُنکی مدد پر قادر ہے۔ یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) یہ اُس طریق پر ہے جس طرح نابغہ کا قول ہے ؎
وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ
یعنے تاکید المدح بما یشبہ الذم ہے۔ اور یہ اُس جگہ ہے جہان اثبات الشی بضدہ ہے (خفاجی) ولولا دفع اللہ
الناس۔ ابن ابی حاتم ابن زید سے کہا لولا القتال والجہاد (در) بعضہم ببعض۔ ابن منذر مجاہد سے انہون
نے کہا دفع المشرکون بالمسلمین (در) لہدمت صوامع الایۃ۔ عبد بن حمید وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے آپ نے فرمایا کہ صوامع وہ جس مین رہبان ہوتے ہین الخ (در) عبد ابن حمید وابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ
البیع بیع النصاری وصلوات کنائس الیہود (در) صوامع نصارے کے خاص لوگ یعنے عابدون اور
عالمون کے لئے ہین اور بیع اُن کے عام لوگون کے لئے۔ صوامع جمع صومعۃ وھی البناء المرتفع المحدب الاعلے و
وزنہا فوعلۃ کدحرجۃ وھی متعبد الرہبان (سمین) لہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ جو مکہ سے مدینہ کو ناحق نکالے گئے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہین
(در)۔ بیضاوی نے لکھا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہین کہ جنکو مشرکین
ایذا دیتے تھے اور وہ آنحضرت کے حضور اقدس مین اس حالت سے حاضر ہوتے کہ کسیکا سر زخمی ہوا اور
کسیکو کہین چوٹ آئی۔ سرکار ملاحظہ فرما کر فرماتے کہ صبر کرو کیونکہ مجھے ابھی قتال کا حکم نہین ہوا۔ جب آپ نے ہجرت
فرمائی تو یہ اجازت قتال نازل ہوی۔ سلہ جہاد ایسے وقت مین شروع ہوا کہ جب کفار مکہ نے عہد کر لیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیف دینے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین ابولہب کی عورت آپکے رستہ مین کانٹے بکھیر دیتی

وہ لوگ ہین جو ناحق اپنے گھرون سے نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا پروردگار

اللہ ہے اور اگر اللہ لوگون کو ایک دوسرے کے ہاتھ نہ دفع کرتا تو ضرور راہبون کے خلوت خانے

اور نصارے کے معبد اور یہود کے معبد اور (مسلمانون کی) مسجدین جس مین اللہ کا نام کثرت

سے لیا جاتا ہے۔ (یہ سب) گرا دیے جاتے۔ جو اللہ کی مدد کریگا اللہ (بھی) ضرور اُسکی مدد کرے گا

بے شک اللہ قوی غالب ہے یعنے اللہ تعالے ہمیشہ فاسقون اور کافرون کے فتنہ وفساد کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۸) کافرون نے طائف مین اسقدر پتھر کنکر مارے کہ آپ کے مبارک ٹخنے اور اقدام شریف زخمی کر دیے۔ ایک دفعہ سجدہ کی حالت مین آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالدی۔ ساحر و شاعر۔ کاذب و مجنون اور ہر طرح کے لعن و طعن سے پیش آتے۔ صحابہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ کسیکو مشکین باندھکر مارتے۔ کسی کو جلتی ریت مین ہو کا پیاسا لٹا دیتے اور بھاری پتھر چھاتی پر رکھدیتے۔ حضرت بلال و حضرت عمار و صہیب وغیرہم رضی اللہ عنہم کا یہی حال ہوا۔ حضرت عمار کی والدہ کو جس عذاب سے مارا ہے اُسکے لکھنے سے قلم کو لرزہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر فرماتے صَبْرًا یَاآلَ یَاسِرفَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنے یاسر کے لوگ صبر کرو تمھاری وعدہ گاہ جنت ہی۔ جب اس مہربان و شفیق رسول نے صحابہ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا میرا جو حال ہو سو ہو۔ اب تم مین سے جسکا جی چاہے مکہ چھوڑ کر نکل جاے اور اپنی جان بچالے۔ چنانچہ کچھ لوگ حبشہ کو گئے۔ اور کچھ مدینہ طیبہ کو گئے۔ کافرون نے تین سال تک شعب ابی طالب کا محاصرہ کرکے خوب تکلیف دی۔ خرید و فروخت نکاح رشتہ داری مسلمانون سے سب موقوف کردیا۔ انجام کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر بھی اُنکا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ بے بس مسلمان جو ہجرت نہین کر سکتے تھے اور مکہ مین پیچھے رہ گئے تھے۔ اُن پر سخت جور و ستم کرتے۔ اور پوشیدہ طور پر مسلمانون پر حملہ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَھُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ۔ یعنے کفار ہی نے تم سے پہلے ابتدا کی۔ مسلمانون کا ارادہ ہرگز لڑنے کا نہین تھا۔ اگر اب بھی مسلمان نہ لڑتے اور اپنے بچاؤ پر آمادہ نہ ہوتے پھر اُنکا کہین پتہ نہین لگتا۔ اب عقل انسانی کا یہی تقاضا تھا کہ اپنی حفاظت

خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹاتا رہا اگر ایسا نہ کرتا تو اگلے انبیا اور اس خاتم الانبیا کے عبادت خانے
کسطرح باقی رہتے جب ہر ایک زمانے مین یہی مصلحت جاری رہی ہے تو پھر اس زمانے کا
مقتضے بھی یہی ہے کہ مسجدونکی نگہداشت کیجاے جس طرح قبل نسخ و تحریف اُن عبادتگاہونکی
41 حفاظت کیجاتی تھی۔ اب ناصرین دین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وہ (مظلوم) کہ اگر ہم انکو زمین مین قدرت دیدین (یعنے حاکم بنا دین)
تو نماز قایم رکھین اور زکوۃ دین اور نیک کام کا حکم کرین اور بُرے کام سے منع کرین۔ اور ہر
کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار ہی۔ چنانچہ حسب ارشاد خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کو فتح نصیب ہوی۔ اور انہون نے وہ ساری عمدہ باتین کر دکھائین
پھر ایسے خلفاء کرام کو ظالم و غاصب کہنا اور انکو سب و شتم سے یاد کرنا (جسطرح خارجیون اور
رافضیونکا مذہب ہی) گویا کلام الٰہی کو جھٹلانا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دیتا ہی
کہ گو اسوقت مین آپ اور آپکے اصحاب مظلوم ہین۔ لیکن قریب ہے خانہ ظالم خراب ہوتا ہی جسکی لئے
42 گذشتہ نظیرین موجود ہین۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۙ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۹) کے لئے آمادہ ہو تو ایسے ہی وقت مین اللہ تعالے نے جہاد کی اجازت دی۔ ورنہ اس کے
پہلے تو بار اصحابہ نے تکلیفین سہین ذیتین اٹھائین اور حضرت سے لڑائی کی اجازت بھی چاہی لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ مجھے ابھی حکم
نہین ملا چنانچہ کتب سیر مین یہ سب قصے مذکور ہین ۱۲ لہ چنانچہ ایک جا فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ

وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ

وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ

لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ اور (اے نبی کریم) اگر انھوں نے تمھیں جھٹلایا تو

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم جھٹلا چکی ہے۔ اور مدین کے رہنے والے

(بھی یعنے ہر ایک قوم نے اپنے نبی کو جھٹلایا) اور موسےؑ جھٹلائے گئے ہیں تو میں نے کافروں کو

نکیر - النکیر مصدر ای انکاری علیہم - ویاء الضمیر المضاف الیہا محذوفۃ وھو من نکرت

وانکرت علیہ اذا فعلت فعلا یردعہ (خفاجی) فہی خاویۃ علٰی عروشہا - قال الضحاک خواؤھا

خرابہا - وعروشہا سقوفہا من قتادۃ خاویۃ قال خربۃ لیس فیہا احد (ابن جریر) وبئر معطلۃ

قال ابن عباس التی قد ترکت وقال غیرہ لا اھل لہا (ابن جریر) اور بئر معطوف قریۃ پر ہے یعنے بہت سی باولیاں

جن پر لوگوں کا مجمع ہوتا تھا اب اُس سے کوئی بھی پانی نہیں لینے آتا کیونکہ وہ لوگ سب ہلاک ہوگئے - مشید مرفوع من اشاد البناء اذا

رفعہ او صحاہ عنی بالشید بالکسر یعنی وھو الجص وھو یبنی بہ (خفاجی) عکرمہ مجاہد وسعید بن جبیر سے اس کی تفسیر جص یعنے گچ کرکے ہو

اور ضحاک وقتادہ بلند کہتے ہیں (ابن جریر) یہ سب اقوال باہم قریب قریب ہیں یعنی وہ مکان جو گچ کی ہو کر بلند قائم ہو۔ اور عیسٰی الایٰۃ یہ مستحکم بھی

کام آیا قائما - الضمیر للقصۃ یعنی انہ ضمیر شان مفسر للجملۃ ثم انث باعتبار القصۃ فانہ یجوز تذکیرہ وتانیثہ (خفاجی)

الصدور - صدر کا ذکر تاکید کیلئے ہے یعنے یہ آنکھ کا اندھا پن نہیں ہے بلکہ اندھا پن وہی ہے جو دل کی بینائی جاتی رہے اگرچہ قوت باصرہ موجود ہو خلیق آنی مولاً عرض

کرتا ہے تیرا بصیر نام بصیر ہے میری آنکھ مجھ بے خبر کا تو ہی خبردار ہوگیا۔ المصیر - الف لام مضاف الیہ کا عوض ہے یعنی مرجع الجمیع - سلہ یہاں قوم موسےؑ

فَكَاَيِّنْ - ابن کثیر بعد کاف الف اور بعد الف ہمزہ مکسورہ ساتھ مد کے پڑھا ہے۔ صاحب تیسیر نے فرمایا حیث وقع یعنے قاعدہ کلیہ ہے۔

اَهْلَكْنٰهَا - بصری بعد کاف تا ازفوقانیہ مضموم سے الف کے بغیر یعنے واحد متکلم بغیر لفظ تعظیم سے پڑھا ہے۔

يَعُدُّوْنَ - مکی و حمزہ و کسائی ساتھ یائے تحتانیہ کے بصیغہ غائب کیونکہ یستعجلونک بھی غائب ہے اور دوسرے کی قراءت پر التفات ہے ۱۲۔

ع ۱۰

ڈھیل دی پھر انکو پکڑ لیا۔ تو میری سزا کیسی تھی۔ غرض بہت سی بستیان کہ جنکو ہم نے ہلاک کر دیا

اور وہ نافرمان تھین اب وہ (ایسی اُجڑی ہین کہ انکی دیوارین) اپنی چھتون پر گر پڑی ہین اور

اُنکے کنوین بیکار پڑے اور کتنے بلند محل (ویران پڑے ہین) پھر کیا یہہ لوگ ملک مین پھر کر دیکھ نہین چکے

(عبرت کی نظر سے سیر کرتے تو) اون کے دل ایسے ہوتے کہ اُن سے سمجھتے یا ایسے کان (ہوتے) کہ

جنسے وہ سنتے۔ (بات یہ ہی) کہ کچھ آنکھین اندھی نہین ہوا کرتین لیکن دل جو سینون مین ہین وہ اندھے

ہوجایا کرتے ہین۔ اور (اے نبی) یہ لوگ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہین اور اللہ کبھی اپنا وعدہ

خلاف نہ کریگا۔ اور بے شک تمھارے رب کے نزدیک تمھاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر

ایک دن ہے۔ اور بہت سی بستیان ہین کہ مین نے انکو ڈھیل دی اور وہ نافرمان تھین پھر

مین نے انکو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرون کو عذاب سے ڈراتے

تھے تو کافر قرآن شریف کو اور آپکو جھٹلاتے۔ اور عذاب کے آنے مین جلدی مچاتے۔ اللہ تعالے

اُن کے جواب مین فرماتا ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہین کرتا یعنے قیامت کا برپا کرنا اور دوستون نیکی

عمل کی مدد اور اپنے دشمنون سے انتقام (چنانچہ بدر کی لڑائی مین وہ وعدہ پورا ہوا اور سرکش سرکش کفار

قتل کیئے گئے) لیکن اسلیئے جلدی نہین کرتا اور ڈھیل دیتا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت کے ایام مین کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) نہین فرمایا۔ کیونکہ آپکی قوم بنی اسرائیل تھی اور انہون نے آپکو نہ جھٹلایا تھا۔ بلکہ آپکے جھٹلانے والے فرعون اور اُسکی قوم تھی جو قبط سے تھے ۱۲ سلہ یعنے تم لوگ غور کرکے اگلی امتون کو دیکھو تاکہ تم کو عبرت حاصل ہو اور فنائے دنیا اور وحدانیت الٰہی ثابت ہو۔ ۱۲ سلہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ اندازہ حساب روز قیامت کا ہے جو

ایک دن تمھاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر ہے۔ کیونکہ اس(اللہ) کے لحاظ کرتے یہ وعدہ کچھ
بھی دور نہین بلکہ تمھارے لحاظ سے دور ہی اسی لئے وہ عذاب مین جلدی نہین کرتا کیونکہ اسکی
مدت پر عذاب آہی جائیگا۔ پھر فرمایا کہ مین نے بہت سی بستیون کو مہلت دی حالانکہ وہ مشرک
اور میرے حکم کے مخالف تھے۔ لیکن مین نے جلدی سے انپر عذاب نازل نہ کیا۔ پھر بعد مدت مین نے
انکو پکڑ لیا۔ اور دنیا ہی مین عذاب نازل کیا۔ اور بعد ہلاک ہونیکے بھی انکا مرجع میری ہی جانب تھا۔
پھر اسطرح انکو عذاب ہوگا جسکی انتہا ہی نہین۔ تو اے نبی کریم(صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمکو جھٹلاتے ہین انکو بھی دونون
جہان مین عذاب ہونے والا ہے۔ اگرچہ مین نے فی الحال ایک مدت معین تک مہلت دیرکھی ہے
جب کافر تعجیل عذاب کے طالب تھے تو حضرت کو حکم ہوتا ہے کہ تم کہدو کہ مین منذر ہون یعنے ڈرانا
میرا کام ہے اور مختاری تو اسی کےلئے ہے جو وہ چاہے سو کرے۔ لیکن اسکی فکر کرو کہ تمھاری جیسی کرنی
ویسی بھرنی ہوگی جسطرح لوگون کو خبردار کرنے کے لئے حضرت کو فرماتا ہے۔ قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ

اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۚ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِیۡمٌ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۲) جو ہزار سال کا ہوگا (ابن جریر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فقراء مسلمین باندازہ نصف
یوم اغنیاء سے پہلے جنت مین جائین گے۔ راوی نے پوچھا کہ نصف یوم کیا ہے۔ فرمایا کیا تم قرآن نہین پڑھتے۔ مین نے کہا
ہان۔ فرمایا وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (ابن جریر) ابن کثیر کہتے ہین کہ ترمذی اور نسائی نے بھی اسکو
روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ وہ حسن صحیح ہے۔ مجاہد و عکرمہ سے بھی اسی طرح مروی ہے (ابن جریر) ۱ھ چنانچہ ایک جا فرمایا۔
اِنَّهُمۡ یَرَوۡنَهٗ بَعِیۡدًا وَّنَرٰىهُ قَرِیۡبًا یعنے وہ اسکو دور سمجھتے ہین اور ہم اسکو قریب جانتے ہین ۱۲ رزق کریم قال ابن جریج الجنۃ (ابن جریر)

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (اے نبی کریم) کہدو اے لوگو

مین تمکو صاف صاف ڈر سنانے والا ہون ۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کیلئے

بخشش اور عزت کی روزی ہے ۔ اور جنھون نے ہماری آیتون کے ہرانے مین کوشش کی وہی

دوزخی ہین ۔ مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎

ہر کہ بر شمع خدا آرد تفو	شمع کے میرد بسوزد پوز او
کے شود دریا ز پوز سگ نجس	کے شود خورشید از پف منطمس

غرض یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا اُن کے وارث علما و عرفاء عظام سے جو شخص کینہ و عداوت

رکھیگا اور اُن کے اقوال کو رد کریگا وہ خود ہی دنیا مین آتش حسد سے اور آخرت مین نار جہنم مین جلیگا

بعضون نے کہا کہ علماء ربانی کے وہی لوگ منکر ہوے جنکی عقل مین فتور اور فہم مین قصور تھا ۔ کیونکہ

اُن کے علوم کشف و مشاہدہ پر مبنی ہین ۔ دوسرون کے علوم فکر و قیاس پر ۔ انکا ابتدائی طریقہ تقوے

اور نیک عمل ہے ۔ دوسرونکا طریقہ ابتدائی مطالعہ کتب اور مخلوق سے اپنے امور کے اصلاح میں استمداد

مُعَجِّزِيْنَ ابوبکر و عمرو نے بے الف ساتھ تشدید جیم کے تفعیل سے مجاہد سے منقول ہے ہین اس کے معنی مثبطین ہین یعنے لوگون کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہین ۔ دونون قرا‌ءتون کے معنی قریب قریب ہین ۱۲

سلیمہ گرد آگردا نیا جیسا ما حصہ (مرزا قاطع)

معاجزین ۔ قال ابن عباس مشاقین ۔ قال قتادۃ کذبوا بآیات اللہ فظنوا انہم یعجزون اللہ ولن یعجزوہ عن قتادۃ مثلہ ۔ اللہ کی آیتون کو ہرانے اس کے گناہ کرنا اور اُس کے خلاف حکم چلنا اور لوگون کو خدا پر ایمان لانے اور نبی کریم کی اتباع سے روکنا اور یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم حضرت پر غالب آجائینگے اور آپکو عاجز کردینگے ۔ (حالانکہ آپکی نصرت و مدد کا ذمہ دار تو اللہ تھا) تو گویا یہ خدا کو عاجز کرنا ہے (ابن جریر) سلہ عبدالرزاق و ابن منذر و ابن ابی حاتم قتادہ سے یعنی وہ لوگ جنھون نے اللہ کی آیتونکو جھٹلایا اور گمان کیا کہ وہ اللہ کو عاجز کردینگے اور وہ اسکو ہرا نہین سکتے (در)

اُن کے علوم کی نہایت وصولِ مشاہدۂ الٰہی غیرون کے علوم کی غایت نام وجاہ اور وظایف ومناصبِ دنیوی ہے۔ اگر طریقہ ہے تو انھین پیشواؤن اور امامون کا طریقہ ہی جب یہ بات ظاہر ہوی کہ یہ سارے شبہات کفار کے بسببِ وساوس شیطانی کے ہین تو اسی لئے اُسپر عطف کرکے حضرت رسولِ کریم کو اسطرح تسلّی دیتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ

من رسول ولا نبی - ابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ نبی وہ ہے جو کلام کرے اور جس پر وحی نازل ہو لیکن وہ بھیجا نجائے (در) رسول وہ نبی ہے جسکو تبلیغ کا امر ہو تو نبی رسول سے عام ہے۔ یعنے ہر رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہین - ابن حبان وحاکم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیا علیہم السلام کتنے ہین آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار - عرض کیا گیا کہ ان مین سے رسول کتنے ہین - فرمایا تین سو تیرہ جماعت کثیر - اس حدیث کی سند مین ضعف ہے گو متابعت سے اوسکا جبر بھی ہوا - لیکن چونکہ عقاید کی بنا قطعیات پر ہوتی ہے اسی لئے تعیین انبیاء کرام کو محققین روا نہین رکھتے - تمنّٰی - تمنّی کے لغت مین دو معنے ہین - ایک دلی آرزو - دوسرے قراءت - اور اسی طرح اُمنیہ کے بھی دو معنے ہوے - قرات یا خاطر - یعنے جب رسول یا نبی نے اللہ تعالے کا حکم و کلام اپنی قوم پر تلاوت کیا - یا قلبی قصد سے آرزو کی اور چاہا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کی رسالت کو قبول کرین تو اُس پیغمبر کے اُس قرارت یا ہمت قلبی واثر ڈالنے کے برابر ہی شیطان نے القا کیا - تو ازلی کافرون نے القاء شیطانی کو قبول کیا اور پیغمبر کا قول رد کر دیا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ یعنے البتہ شیاطین اپنے اولیا کو القا کرتے ہین تاکہ وہ تم سے مقابلہ اور جھگڑا کرین - چنانچہ یہ کفار تقدیر و مشیت کے آیات کے مقابلہ مین کہتے ہین لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا - یعنے اللہ تعالے چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے شرک کرتے - چنانچہ اس زمانہ مین بھی ملحد نیچر قرآن پاک مین وحی شیطانی سے باطل تاویلات کرکے چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹا دین - فَيَنْسَخُ اللّٰهُ الخ یہان النسخ سے

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۵) مراد نسخ لغوی ہے یعنے جو شیطان القا کرتا ہے اللہ تعالے اُسکو مٹا دیتا ہے (نسخ شرعی نہین جو احکام مین مستعمل ہوم) پھر اللہ تعالے اپنی آیات کو محکم کردیتا ہے یعنے جو مخلوق کہ اپنے رب کی بندگی اور حق چاہتی ہے اُس سے القاءِ شیطانی کو دور کرکے وحی الٰہی کو قائم و محکم کردیتا ہے **غرض** جو لوگ اہلِ جنت ہین اُن کے دلو نمین وحی رسولِ کریم صلعم جم جاتی ہے اور القاءِ شیطانی نیست و نابود ہوجاتا ہے۔ اور جو لوگ اہلِ دوزخ ہین ان کے دلمین القاءِ شیطانی جم جاتا ہے اور وحی رسالت کو اُن کے دل قبول نہین کرتے **ابن کثیر** نے اس آیت کی شانِ نزول مین اسطرح بیان کیا کہ ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحٰق رح کیوجہ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ سورۂ والنجم نازل ہوی اور مشرکین کہا کرتے کہ اگر یہ شخص ہمارے معبودون کو کچھ بھلائی سے ذکر کرتا تو ہم اُسکو اور اُسکے اصحاب کو رہنے دیتے ولیکن وہ ہمارے مخالفین یہود و نصارے کو اس بدی سے ذکر نہین کرتا جسقدر بدگوئی و برائی کے ساتھ ہمارے آلہہ کو ذکر کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ مشرکین آپکی تکذیب کرتے اور آپ کے اصحاب کو اذیت دیتے اور مشرکون کے اصرارِ شرک و اذیت نے آپ کو غمگین کردیا تھا اور آپ اونکی ہدایت کی تمنا کرتے تھے پس جب اللہ تعالے نے سورۂ والنجم نازل فرمایا تو آپ نے مسجد مین اُسکو پڑھا جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى۔ تو یہان شیطان نے چند کلمات القا کیے جہان اللہ تعالے نے طواغیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہین تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔ یعنے یہ بت شہباز بلند پرواز ہین اور انکی شفاعت کی امید ضروری ہے۔ یہ کلمات شیطان کے سجع کے تھے جس سے کافرون کے حق مین فتنہ تھا پس یہ دونون کلمے ہر مشرک کے دل مین پڑے اور انکی زبانون پر جاری ہوے اور وہ اس سے بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اب محمد صلعم اپنے باپ دادون اور اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع لایا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر نجم پر پہونچے تو آیت سجدہ پر آپ نے سجدہ کیا اور جو مسلمان و مشرک وہان حاضر تھے سب نے سجدہ کیا سوائے اتنی بات کے کہ ولید بن المغیرہ ایک بوڑھا آدمی تھا اُس نے ایک مٹھی سنگریزہ اُٹھا کر اپنا سجدہ کرلیا پھر دونون فریق نے رسول اللہ صلعم کے

منزل چہارم

وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ۙ وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۶) سجدہ کی موافقت مین اپنی جماعت کے سجدہ سے عجب کیا پس مسلمانون کو تو یہ عجب ہوا کہ مشرکون نے بدون ایمان و یقین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا اور مسلمانون نے وہ کلمات تو سنے نہ تھے جو شیطان نے مشرکون کے کانون مین القار کئے تھے اور جس سے مشرکون کے دل مطمئن ہوے تھے۔ جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمنیہ یعنی قرأت مین شیطان نے وہ کلمات القار کئے تھے اور مشرکون کے دلوںمین شیطان نے یہی ڈالا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پڑھا ہے پس مشرکون نے اپنے معبودون کی تعظیم کیواسطے سجدہ کیا تھا اور یہ کلمات شایع ہوے اور شیطان نے خوب ظاہر کیا یہانتک کہ یہ خبر ملک حبشہ تک پہونچی اور وہان عثمان بن مظعون اور اُن کے اصحاب ہجرت کئے ہوے تھے اور وہان خبر کے موافق باتین ہوئین کہ اہل مکہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی۔ اور یہ بھی خبر پہونچی کہ ولید بن المغیرہ نے ایک مٹھی خاک پر سجدہ کیا اور انکو بیان سے معلوم ہوا کہ مکہ مین مسلمانون کے واسطے امن ہے پس وہ لوگ بھی وہان جلدی روانہ ہوے کہ مکہ ہمکو محبوب ہے اور یہان اس آیت کو نازل کرکے القار شیطانی کو نسخ کیا اور میٹ دیا تھا اور اپنی آیات کو محکم کردیا تھا۔ چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ الآیۃ پس جبکہ اللہ تعالے نے اپنے حکم کو ظاہر کردیا اور سجع شیطانی سے اُسکو پاک کیا تو مشرکین اپنی پہلی عداوت وگمراہی پر پلٹے اور مسلمانون پر سختی کرنے لگے "بہت سے مفسرین نے اس قصۂ غرانیق کو یہان ذکر کیا۔ لیکن اس قصہ کے تمام طرق مرسل ہین۔ اور ہین نے کسی وجہ صحیح سے اُنکو مسند نہین دیکھا۔ بغوی نے بھی اپنی تفسیر مین اس مجموعہ کو ذکر کرکے اعتراض کیا ہے کہ باوجود عصمت سیدالانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے یہ کسطرح ہوسکتا ہے۔ اور پھر اسکے بہت سے جوابات لوگون سے نقل فرماے ہین اُن مین عمدہ جواب یہ ہے کہ شیطان نے مشرکون کے کان مین اسیطرح ڈالدیا اور انکو وہم ہوا کہ حضرت رسول کریم سے اسطرح صادر ہوا حالانکہ فی نفسہ یہ بات نہ تھی بلکہ وہ فعل شیطانی تھا متکلمین نے بھی بتقدیر صحت اس قصہ کے اقسام کے جوابات دئے ہین الخ بخاری مین ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھا اور مسلمان و مشرک و جن وانس سبھون نے سجدہ کیا لیکن اس مین حدیث غرانیق نہین ہے" غرانیق جمع

بِهٖ فَتُخۡبِتَ لَهٗ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۞ (اَے نبی کریم) ہمنے

تم سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہین بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر (انکو یہ پیش آیا) کہ جب انہون نے کچھ

تمنا کی تو شیطان نے انکی تمنا مین کچھ ڈالدیا ۔ توجو شیطان ڈالدیتا ہے اللہ اسکو مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی

آیتون کو مضبوط کرتا ہے ۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ۔ تاکہ اللہ اسکو جو شیطان ڈالتا ہے

پڑھا قرأت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷۷) غرنوق مانند زنبور یا فردوس کے ہے ۔ پانی کا سفید جانور معروف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کالا مثل کرکی ہے ۔ اور بعضے کرکی کہتے ہین ۔ مجازاً خوبصورت جوان کو کہتے ہین یہان اس سے مراد اصنام ہین کیونکہ اُن کے زعم مین وہ اللہ کے پاس مقرب اور شفاعت کرتے ہین اسلئے اون جانورون سے مشابہت دیگئی جو آسمان پر بلند ہوتے ہین (خفاجی) لیکن صحیح سبب مشرکون کے سجدہ کرنے کا یہ ہے کہ جب انہون نے ذکر لات وعزیٰ سنا تو وہم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بتون کی تعریف کی چنانچہ شہر شوال سن پانچ مین بعثت کے مہاجرین حبشہ بھی پلٹ کر آئے اور بعضے کہتے ہین کہ شیطان نے ان کے کان مین اسطرح ڈالا ۔ اور اس قصہ کو بعض مفسرین ومحدثین ثابت کرتے ہین ۔ بعضے نفی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جھوٹا قصہ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہین ۔ اور اُن تمام احادیث پر طعن کرتے ہین ۔ اور کہتے ہین کہ سجدہ کرنیکا سبب صرف انکا وہم تھا کہ اُن کے معبودون کی مدح کیگئی ۔ اور بفرض ثبوت القاء شیطانی تھا نہ کلام نبوی ۔ اور کہا گیا کہ بعضی کافرون نے ہی درمیان مین قرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑھ دیا ۔ کیونکہ آپ آیات پر توقف فرماتے تھے اور کافر وقت قرأت آنحضرت شور وغوغا مچاتے تھے تاکہ لوگ قرآن نہ سنین اور یہ سب اغوا شیطانی ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی کافرون کا حال بیان فرمایا وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۔ جب یہ بات ظاہر ہوگئی تو اللہ تعالےٰ نے آیت وما ارسلنا من قبلك الخ کو نازل فرمایا اب سوقت آیت مین بھی کوئی اشکال نہین رہا (سیرت نبویہ) ۔

انه الحق ۔ قال ابن جریج یعنی القران ۔ (ابن جریر) اخرج عبد بن حمید وابن الانباری فی المصاحف عن عمرو بن دینار قال کان ابن عباس یقرأ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث (در)

اُن لوگونکی آزمایش کا ذریعہ گردانے کہ جن کے دلونمین مرض ہی اور جن کے دل سخت ہین۔ اور بیشک
ظالم پرلے درجہ کی مخالفت مین (پڑے) ہین۔ اور تاکہ جان لین وہ لوگ کہ جنکو علم دیا گیاہے کہ وہ
(قرآن) برحق تمھارے پروردگار کی طرف سے ہی تو اسپر ایمان لے آئین اور اُن کے دل اللہ کے آگے
عاجزی کرنے لگین اور مقرر اللہ ایمان والون کو سیدھی راہ کی جانب ہدایت کیا کرتاہے شیطان[1]
اسی لئے مخلوق ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام و اولیاءِ عظام رحمہم اللہ کو آزمائے۔ تو ہر وقت اُن کے عمدہ خیالات اور تلاوت
و ذکر مین اپنے وساوس و خیالات ڈالتاہے۔ پھر اُن کے ذکر کے انوار سے جل جاتا اور صولتِ اسرار
سے ذلیل و خوار ہوجاتاہے۔ اور اللہ تعالے اپنے انوار و آیات کو محکم فرماتاہے فقیر کہتاہے کہ ہمارے
نبی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی مستثنیٰ ہین کیونکہ آپکا اثر اپنے جن پر اسطرح پڑا کہ وہ بھی
بھلائی کی بات عرض کرنے لگا صحیح[2] مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم مین سے کوئی ایسا نہین مگر ہمراہ اُس کے ایک ہمنشین اُسکا جنون سے اور ایک
ہمنشین اُسکا فرشتون سے معین کیا گیاہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے لئے بھی یا رسول اللہ فرمایا
ہان میرے لئے بھی لیکن اللہ نے مجھے اُس پر مدد دی وہ مطیع[3] یا مسلمان ہوگیا (اسی لئے) وہ بھلائی
کے ساتھ مجکو حکم کرتاہے،، افسوس ہے اُن نئے مترجمون اور بدعقید و نیز کا اس آیت کی شرح مین

لہ وسواس۔ ۲ہ مشکوٰۃ باب الوسوسۃ مجر۔ ۳ہ یہ ترجمہ فاسلم کا ہے۔ تورپشتی نے فرمایا کہ میم مفتوح سے روایت آئی
ہے اسلام سے مشتق ہے۔ اور میم مضموم سے بھی بصیغہ مضارع سلامت سے تو اُسکا یہ ترجمہ ہوگا کہ مین سلامت رہتا ہون
مترجم کہتاہے کہ اسوقت مین خلایا + مرنی الاخیر کا فقرہ چسپان نہین ہوتا۔ واللہ اعلم

صاف صاف لکھدیا کہ شیطان کی آمیزش سے سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلطی ہوجاتی تھی۔ سرکار عالم تو فرماتے ہین کہ شیطان میرا مطیع ہوگیا اور لَا یَأْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ لیکن یہ سرکش بدعقیدہ مطیع نہین ہوتے اور حضرت کی محبت ان کے دلون مین نہین آتی جنکی شان وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ہو۔ اُن پر شیطان کس طرح مسلّط ہوسکتا ہے ۵

لَاحَولَ وَلَا کیون نہ پڑہین نام پہ اُسکے	ہے فرقہ وہابیہ شیطان مدینہ

نیچری دنیا کے بندے وہ بھی تابیر نخل کا قصہ بیان کرکے حضرت سے غلطی کو ثابت کرتے ہین۔ لیکن علما نے اُسی حدیث کی شرح مین لکھا کہ یہ بھی ایک امتحان تھا۔ اگر دوسرے سال بھی صحابہ تابیر نہ کرتے تو بے تابیر کے کھجور کے جھاڑ پھلتے۔ چنانچہ ان علما کے قول کا مؤید خود سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سماعت کرو۔ ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اُن کے لئے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی۔ تو انہون نے اُسکو ہانڈی مین ڈالا۔ (یعنے پکانیکے لئے) تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ابورافع یہ کیا ہے۔ عرض کیا اے رسول خدا ایک بکری میرے لئے تحفہ بھیجی گئی تھی مین نے اُسکو ہانڈی مین پکایا۔ حضرت نے فرمایا اے ابورافع مجکو اُسکا ہاتھ دے۔ مین نے آنحضرت کو اُسکا ہاتھ دیا۔

سلہ اور (نبی کریم) اپنی خواہش سے نہین بات کرتے ہین۔ وہ گویائی صرف وحی ہے کہ وحی کیجاتی ہے۔ علما نے اسی سبب سے کہا کہ وحی کے دو قسم ہین (۱) وحی جلی یعنے قرآن مجید۔ (۲) وحی خفی یعنے حدیث شریف ۱۲
سلہ کھجور کا جوڑ جھاڑ ہو اس کے پھول لیکر مادہ مین ڈالنا تابیر ہے سلہ مشکوٰۃ باب مایوجب الوضوء صفحہ ۳۳ امام احمد و دارمی سے ۱۲

پھر فرمایا کہ دوسرا ہاتھ دے۔ مین نے دوسرا ہاتھ بھی دیا۔ پھر فرمایا اور مجکو ہاتھ دے۔ عرض کیا اے رسول خدا کہ بکری کو دو ہی ہاتھ ہوتے ہین (دونون تو دے ہی چکا اور کہان سے لاؤن) حضرت اُن سے مخاطب ہوکے فرماتے ہین۔ اَمَا اِنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتَّ یعنے خبردار ہو بے شک اگر تو چپ رہتا تو مجکو ہاتھ پھر ہاتھ دیتا جاتا جبتک کہ تو چپکا رہتا الخ اسیطرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز مین سجدہ سہو کرنا بطور تشریع تھا (یعنے اُمت کو طریقہ سہو سکھلانا تھا) بعض مشایخ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین سجدہ سہو سجدہ شکر ہے، صوفیہ کرام فرماتے ہین کہ سَهْوُنَا مِنَ الْاَعْلٰی اِلَی الْاَدْنٰی۔ یعنے ہمارا سہو برتر سے (یعنے نماز سے) کمتر کی طرف ہے وَسَهْوُہٗ مِنَ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی اور آپکا سہو کمتر سے برتر کی جانب ہے۔ یعنے نماز سے بھی جو شے اعلےٰ ہی (یعنے مشاہدہ حق) اُسطرف متوجہ ہونے سے نماز مین سہو ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے[1]

یَا سَائِلِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ سَهَا	وَالسَّهْوُ مِنْ کُلِّ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ
قَدْ غَابَ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ سِرُّہٗ فَسَهَا	عَمَّا سِوَی اللّٰہِ فَالتَّعْظِیْمُ لِلّٰہِ

[2] وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ تو سے معلوم ہوا کہ آنکھونکی ٹھنڈک کوئی اور شے ہے جس کا محل نماز ہے حق تو یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس اور صفات عالی تک ہماری عقل کی رسائی ممکن نہین صرف

[1] خفاجی ۱۲ ای مجھ سے سوال کرنے والے آنحضرت کے سہو سے کہ آپ نے کسطرح بھولا۔ اور سہو تو اسی کو ہوتا ہے جسکا دل غافل ہو۔ (اسکا جواب یہ ہی) کہ آپ سوائے خدا کے ہر شے سے غائب ہوگئے اس لئے سہو ہوا۔ تو حقیقت مین یہ تعظیم الٰہی ہے سہو نہین۔ [2] امام احمد و نسائی ۱۲

اسیقدر کہہ کے چپ رہنا اچھا ہے سہ

جز خدا نشناخت کس قدر تو زانکہ	کس خدا را ہمچو تو نشناختہ

بعد بیان ہدایت اہل اسلام ضلالت کفار ذکر فرماتا ہے۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ (۵۵ - ۵۶ - ۵۷)
حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ اور کافر ہمیشہ قرآن[1] کی طرف سے شک ہی مین پڑے رہینگے یہانتک
کہ قیامت[2] آجاے یا اُن کو ناپیدہ[3] دن کا عذاب آلیوے (یعنے اُسدن اُنکا نشان نہ رہی) اُس دن
اللہ ہی کی[4] حکومت ہی وہ لوگون مین فیصلہ کر دیگا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ
نعمت کے باغون مین ہون گے۔ اور جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا تو وہی ہین

---

[1] عن ابن جریج قال من القران (ابن جریر) [2] قیامت صغرے یعنے موت یا کبرے۔ [3] عذاب یوم عقیم مجاہد نے کہا بدر کا دن ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ (بدر کے دن) رات تک اونکو مہلت نہین دی گئی (تو اُن کے حق مین وہ عقیم یعنے بانجھ ہوگیا۔ (ابن جریر) بانجھ اسلئے کہتے ہین کہ روز بدر کفار کو کسی قسم کی بھلائی نہین پہونچی جسطرح ریح عقیم جو بادل اور اوسمین کسی قسم کا نفع نہو (سراج) ابن مردویہ اور ضیا مختارہ مین ابن عباس سے عذاب یوم عقیم بدر کا دن ہے (در) عبید بن حمید و ابن منذر و ابن حاتم سعید بن جبیر سے کہ انہون نے کہا کہ وہ روز بدر ہی۔ (در) ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا کہ وہ بدر کا دن ہی ضحاک سے مروی ہی کہ ایسے روز کا عذاب کہ جسکے بعد رات نہین ہی۔ عکرمہ نے کہا کہ وہ روز قیامت ہی جسکے بعد رات نہین (ابن جریر) ابن کثیر نے اسکو اختیار کیا۔ [4] یعنے قیامت کے دن کسیکو پادشاہی کا دعوے نہین رہیگا جسطرح آج دنیا مین دعوے کرتے ہین اُسدن سلطنت فقط اُسی اللہ کی ہی کوئی بھی اسکا دعویدار نہین وہی اپنی مخلوق مشرکین و مومنین مین فیصلہ کرے گا۔ ۱۲

جن کے لئے ذلت کا عذاب ہی طبعی کافرون کے دلمین ابلیس جو وسوسہ ڈالتا ہے کہ آپ نے قرآن
بنالیا ہے وہ ہرگز نہین نکلیگا۔ یہان تک کہ دوسرا عالم انپر کھلے۔ روایت ہی کہ حضرت لقمان نے
اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے اگر تمکو موت سے شک ہے تو نیند کو اپنے سے دفع کرو اور یہہ
تمسے ہرگز نہو سکے گا۔ اور اگر تمکو مرے بعد اٹھنے مین شک ہے۔ تو جب تم سو جاتے ہو تو ہوشیاری
نہ چاہو۔ اور بیداری کو روکو۔ اور یہہ بھی تم سے نہ ہوسکیگا۔ جب تم اسکو سوچوگے تو معلوم ہوجائیگا
کہ تمھاری ذات دوسرے کی اختیار مین ہے تو نیند بجائے موت ہے۔ اور بیداری بجای بعث
بعد موت۔ جب اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا کہ روز قیامت ہماری ہی حکومت ہی اور مومنین کیلئے
جنت ہے تو اوس کے بعد مہاجرین کے لئے وعدہ فرماتا ہے اور اونکی شان بڑہانے کے لئے خاص
طور سے انکا ذکر فرماتا ہی۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۞ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۞ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

لیرزقنہم اللہ۔ اگر لیرزقنھم سے جنت کا رزق مراد لین تو لیدخلنھم اُس سے بدل ہے یا یہ کہ لیرزقنھم سے مراد
عالم برزخ مین رزق پانا ہے۔ اور لیدخلنھم مستقل جملہ ہے۔ صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین لیرزقنھم مین روزی کا بیان
اور لیدخلنھم مین مسکن کا۔ لینصرنہ اللہ۔ اخبار عن الغیب ہے اور جس طرح اللہ نے خبر دی ویسا ہی ہوکر
رہا تو یہ معجزات سے ہے۔ مدخلا۔ اسم مکان یا مصدر میمی ہے۔ ومن عاقب۔ وانما سمی الابتداء بالعقاب
الذی ہو الجزاء للازدواج ای للمشاکلۃ ۱۲۔

قُتِّلُوْا ابن عامر ساتھ تشدید تا کے
مَدْخَلًا نافع ساتھ فتح میم کے

نصیحت حضرت لقمان
ع ۲ جز ۱۷

لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ اور جنھون نے اللہ کی راہ مین وطن چھوڑے پھر مارے گئے یا مرگئے البتہ اللہ انکو ضرور عمدہ روزی

دیگا۔ اور بے شک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ البتہ انکو ایسی جگہ داخل کریگا (یعنی جنت مین)

ترجمۂ مولانا عاشق الٰہی

لہ۔ مہاجرین کا بیان ہے کہ بعد ہجرت خواہ جہاد مین شہید ہون یا اپنی موت سے مرین ہر حال مین اونکو بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ دوسری جا فرمایا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنے جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ تعالے اور اوس کے رسول کی طرف نکلا پھر اوسکو موت آگئی تو اسکا ثواب اللہ پر ثابت ہے۔ علما فرماتے ہین کہ اللہ کی راہ مین وطن کا چھوڑنا عام ہے۔ جہاد مین۔ یا دار الکفر کے چھوڑنے مین۔ یا علم دین کے طلب کرنے یا حج کے لئے یا زیارت مدینہ طیبہ کے لئے کیونکہ و رسولہ آیت مین موجود ہے۔ لیکن ہر حال مین سچی نیت شرط ہے صحیحین مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال انکی نیتون پر موقوف ہین اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ تو جسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوسکے رسول کی طرف ہو تو اوسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جسکی ہجرت دنیا کی طرف کہ اوسکو حاصل کرے یا کسی عورت کے جانب کہ اوسکو نکاح مین لائے تو اوسکی ہجرت اوسی چیز کی طرف ہے جو اوسنے نیت کی ہے۔" ہجرت ابتدا اسلام مین خاص مدینہ طیبہ کی طرف فرض تھی کیونکہ اوسوقت دار اسلام سوائے مدینہ طیبہ کے کہین نہ تھا۔ بعد فتح مکہ معظمہ کے بحدیث لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وہ ہجرت منسوخ ہوگئی۔ یعنے اب وہ ہجرت نہین رہی جس کے واسطے بڑا ثواب مخصوص تھا۔ لیکن ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے یعنے دار کفر و حرب سے دار اسلام کو جانا۔ البتہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت افضل ہے۔ اِسلئے کہ وہ دونون مقام روئے زمین سے افضل ہین۔ اب رہے دار اسلام والے وہ ہجرت کا ثواب اسطرح پاسکتے ہین کہ وہ اپنی نفس کی خواہشات چھوڑ دین۔ اور اللہ کے لئے تقوے اختیار کرین۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ہجرت یہ ہے کہ جو تیرے رب نے مکروہ رکھا ہے اوسکو تو چھوڑ دے (رواہ الامام احمد) بخاری کی حدیث مین ہے وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ یعنے مہاجر وہی ہے جس نے ہر ایسی چیز چھوڑ دی جس سے اللہ تعالے نے منع فرمایا ہے۔ غرض جس نے اپنے وطن ظاہری سے یا اپنے نفس کے وطن مالوف سے ہجرت کی وہ اللہ کی راہ مین ہے۔ لہ اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قولہ مدخلا یرضونہ قال الجنۃ (در)

جسکو وہ پسند کرینگے - اور بے شک اللہ جاننے والا بردبار ہے۔ بات یہی ہے۔ اور جس نے بدلا لیا اسقدر

جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اوسپر (دوبارہ) زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اوسکی مدد کریگا۔ بے شک اللہ

بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔ ظاہری مہاجرین تو معلوم ہین اور باطنی مہاجرین وہ ہین جو

سوائے اللہ تعالے کے سب چیز سے ہجرت کرگئے اور اپنے وطنِ نفس سے مہاجرت اختیار کی پھر خواہ

وہ تیغِ محبت سے مقتول ہوے یا غلبۂ شوق مین مردہ ہوگئے تو اللہ تعالے انکو رزقِ مشاہدہ اور دوام

سلہ مقاتل بن حیان اور ابن جریح نے کہا کہ نزول اس آیت کا اوس صحابہ کے لشکر کی شان مین ہے جو ایک گروہ مشرکون سے ماہِ محرم مین ملاقی ہوا۔ (لیکن معالم مین ہے کہ مشرکین خود ہی ان مسلمانون پر چڑھ آئے) اور ماہِ محرم مین سے دو راتین باقی رہگئی تھین باہم کہنے لگے کہ اصحابِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ماہِ حرام مین قتال مکروہ جانتے ہین - اور تم جماعتِ کثیر ہو۔ آؤ انپر حملہ کرین۔ مسلمانون نے قسم دلائی کہ ماہِ حرام مین ہم سے قتال نکرو۔ مگر مشرکون نے نہ مانا۔ اور قتال ہی کیا جب ابتدا اون سے ہوی اور اونکی زیادتی ثابت ہوگئی تو مسلمانون نے بھی اون سے مقاتلہ کیا۔ اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح دی (ابن کثیر) مسلمانون نے کافرون سے بڑی بڑی ایذائین اٹھا کر آخر تنگ ہو کر جنگِ بدر مین انتقام لیا لیکن انہون نے پھر بھی مسلمانون کو چین لینے نہ دیا - اسی قسم کے زیادتیان کرتے رہتے تھے تو اللہ تعالے نے مظلوم مسلمانون کو وہ فتوحات دئے کہ اہلِ اسلام کے بلند جھنڈے کفار کی زمین مین جا گاڑے۔ سلہ اس آیت کو عفوٌ و غفورٌ پر ختم کرنے مین اسطرف اشارہ ہے کہ مظلوم کا معاف کر دینا بہتر ہے کیونکہ فرمایا وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ جب اوس شخص نے اس مستحب بات کو ادا نہ کیا تو مقربین کے لحاظ کرتے یہ ایک برائی ہوی تو حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معاف کیا اور بخش دیا کیونکہ مین نے اس بدلہ کی اجازت دی تھی - یا یہ کہ مین معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہون تو میرے بندون کو بھی چاہئے کہ میری اخلاق سے متخلق و متصف ہون - ۱۲

مقام وصال عطا فرماتا ہے اور حیات جاودانی سے اسکو زندہ جاوید فرماتا ہے پھر یہ ملک حیات و
رزق کبھی نہ منقطع ہوگا اور نہ کبھی اوس سے منع کئے جاینگے جب مسلمانون کی نصرت کا
ذکر آیا تو ناصر ومددگار وہی ہوگا جو قادر ہو اسلئے اپنی قدرت کے دلائل کو صاف اور واضح طور
سے ارشاد فرمایا یعنی دلیل. ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ — تدعون نافع وابن کثیر وابن عامر وشعبہ سانہہ تا خطاب کے ۱۲
الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ یہ (نصرت اس لئے کہ وہ قادر ہے اور اوسکی قدرت
سے ہے) کہ اللہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے اور دن کو رات مین داخل کرتا ہے (یعنی رات
اور دن کو گھٹاتا ہے اور بڑھاتا ہے) اور بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ (قدرت کے
کام) اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جسکو یہ کافر اللہ کے سوا عبادت کرتے ہین وہی باطل ہے اور
اللہ ہی عالیشان بڑا ہے. جب عارفون کے دل مین ظہور نور حق بشان حقیقت ہوتا ہے تو
تمام حوادث ومخلوقات کا اعتبار ان کے دلون سے ساقط ہوجاتا ہے اور کسی چیز کا کسی چیز کیواسطے
سبب وعلت ہونا اونکی نگاہ مین باقی نہین رہتا کیونکہ جو چیز علت وسبب سمجھی جاتی ہے وہ

ذلک ۔ ای النصر الدال علیہ قولہ لینصرنہ والباء فی قولہ بان اللہ سببیۃ (خفاجی)۔
۱ یعنے دن مین سے کچھ حصہ رات مین چلا جاتا اور کبھی رات کا حصہ دن مین جسطرح سرما مین رات بڑی اور دن
چھوٹے ہین گرما مین دن بڑے اور رات چھوٹی ہوتی ہے. ۲ ذلک یعنے وہ وصف مقدم یعنے ان امور کی
قدرت اس لئے اوسکو حاصل کہ وہ حق ہے یعنے واجب بالذات ہے جسپر تغیر وزوال ممتنع ہے ۔ ۱۲

بقدرتِ حق جل شانہٗ ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی قدرت مین ہر ذرہ مسخر ہے تو ظہورِ قدرت با وضاع و اطوار وصفات ہی اور کوئی چیز درمیان مین نہین ہے ولیکن ظاہر مین امتحان ہے شیخ ابن عطاءؒ نے کہا کہ حق عزوجل نے حقیقتِ امر کو تجھپر ظاہر کر دیا۔ چاہئے کہ تیرا سرِّ باطن سوائے حق عزوجل کے کسی طرف رجوع نکرے کیونکہ جو کچھ سوائے اُسکے ہے سب باطل ہے پھر حق سبحانہ تعالےٰ اپنے کمال قدرت کی دوسری دلیل ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی[ل] اتارا تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ مہربان اور خبردار ہے۔ اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے

فتصبح الارض مخضرۃ اول تو انزل ماضی کا صیغہ فرمایا پھر فتصبح مضارع فرمایا۔ جس سے یہ تصویر پیش نظر ہو گویا دیکھا کہ سحاب سے اللہ تعالےٰ نے مینہ برسایا پھر اب زمین سبزہ سے لہلہاتی ہے۔ اور صاحب تفسیر کبیر نے لکھا کہ فتصبح مضارع سے ایک فائدہ لطیف یہ ہے کہ وہ صبح کرتی رہتی ہے یعنے بارش متفرق زمانہ مین ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ مین باقی رہتی ہے اور یہ فائدہ فعل ماضی سے نہین ہے مثلاً کہا جائے کہ فلان شخص نے مجھپر فلان سال مین یہ انعام کیا تھا جس سے مین شب و روز راحت پاتا ہون۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا اثر اب تنگ ہوتا چلا جاتا ہے بخلاف اس کے اگر کہتا کہ جس سے مین نے راحت پائی تو یہ معلوم ہوتا کہ اب بھی رہا یا نہ رہا۔ [ل] بطور اشارات و تاویل معرفت علم ربانی سے مشابہ ہے اور دل زمین سے چنانچہ عرائس مین ہے کہ جیسے اہل ایمان و یقین کے قلوب بارانِ تجلی صفات سے تر و تازہ و سبزہ زار ہو جاتے ہین ان مین تازگی مکاشفات و محبت و شوق و علم سے پیدا ہوتی ہے اور ان امور مین سے قلب جس لائق ہے اور جس مادہ سے اللہ تعالےٰ نے اس مین فیض دیا ہے وہ قلب اسی صفت سے تر و تازہ ہوتا ہے۔ ۱۲

ع ۵ ۱۵

اور جو کچھ زمین مین ہی اور بلا شبہ اللہ ہی بے نیاز سرا ہا گیا ہی یعنے اسکی ذات وصفات وافعال سب محمود ہین اور ہر شان مین وہی مستحق حمد ہے۔ بعض علما نے کہا کہ اگر یہی بارش موسم اور وقت پر نہ برسے یا اندازہ سے کم یا زائد برسے تو کسی طرح کا فائدہ نہیں۔ بلکہ الٹا نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر برسے ہی نہین تو ملک مین عالمگیر قحط پڑجاتا ہے خشک دانہ مین پانی پہونچا کر زمین سے تازہ تازہ لہلہاتا سبزہ اُبھارنا اور اسے نشو ونما دیکر چند روز مین پودا اور پودے سے بڑا درخت بنانا پھر درخت کی رگونکی ذریعہ سے پتے پتے طراوت اور تری پہونچانا اور اس مین عجیب وغریب صنعت او گلکاری کے بعد پھل پھول پیدا کرنا قادر مختار خدا کا کام نہین تو پھر کسکا ہے؟ **دلیل سوم وچہارم** کو اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ

يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

لَرَءُوْفٌ بصری وشعبہ وحمزہ وکسائی قصر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

والفلك - عطف على ما وجملة تجرى حال او على اسم ان وجملة تجرى خبر- والواو عطفت الاسم على الاسم والخبر على الخبر (خفاجی) ويمسك السماء - طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی بادشاہ صاحب ہیبت کے روبرو جائے اور تجھے اوسکے حملہ کرنیکا خوف ہو تو یہ دعا تین مرتبہ پڑھ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (در) مترجم کہتا ہی کہ بجاے فلان کے اُس منکر کا نام لیوے۔ ان تقع اى من ان تقع على حذف حرف الجر- والبصريون يقدرون فى مثله كراهة ان تقع- والكوفيون لئلا تقع وجوز فيه ان يكون فى محل نصب على انه بدل اشتمال من السماء اى ويمنع وقوع السماء (خفاجی) ۱۲-

(اے مخاطب) کیا تونے نہین دیکھا کہ جو کچھ زمین مین ہے اللہ نے اوسکو تم لوگون کے بس مین کردیا
اور کشتی کو (بھی) جو اوسکے حکم سے دریا مین چلتی ہے۔ اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے
ہوے ہے مگر اُس کے حکم سے (یعنے اگر وہ حکم دے تو ابھی گر پڑے) بے شک اللہ لوگون پر بڑا شفیق (او)
مہربان ہے تو بندہ کو چاہئے کہ اپنے مالک و مشفق و مہربان کے حکم پر چلے۔ وہ غیب دان ہم عیب دار
وہ جسطرح ہمکو اپنی مخلوق مین تصرف کرنیکا حکم کیا ہے اسیطرح برتاؤ کرکے مطیع و مہذب و لائق و مؤدب
کہلائین اور آخرت مین اسکا بدلہ اُسی سے پائین۔ اور جس نے باقتضاے نفس و شہوات مخالفانہ
تصرف کیا تو وہ نافرمان غیر مہذب نالائق و بے ادب قابل جہنم ہوگا **دلیل ششم** اسطرح بیان
ع ۶۶ ۱۳ ۱ ۷ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝ اور وہی ہے
جس نے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارتا ہے پھر وہی تمکو جلائیگا۔ بے شک انسان ناشکرا ہے حسن
بصری نے فرمایا کہ اوسکی ناشکری یہ ہے کہ مصیبتون کو یاد رکھتا ہے اور نعمتون کو بھول جاتا ہے"

سلہ پتھر سے کوئی شے سخت نہین۔ اور لوہے سے کوئی تیز نہین اور آگ سے کوئی چیز زیادہ ہیبت ناک نہین یہ سب تمہارے مسخر ہین حیوانات سے قسم قسم کا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ کھاتے ہین۔ سوار ہوتے ہین۔ بوجھ لادتے ہین۔ تفریح نظر کے لئے اون کے طرف دیکھتے ہین۔ کشتی و جہاز کی تسخیر اسطرح کہ پانی اور ہوا اور جس سے کشتی بنائی جاتی ہے ان سب کو تمہارے لئے مہیا کردیا۔ ۱۲ سلہ یعنے جماد و عناصر اور نطفے تھے۔ جس مین خدا نے جان ڈالکر زندہ کیا۔ ع اس مین ہے اول احیا ایمان ہے۔ کیونکہ کافر مردہ ہے پھر موت دینا اس فنا سے ہی ہے جو عین بقا بروح قدس ہے پھر زندہ کیا بعد موت جو کر بقاے حق کے ساتھ دوام بقا ہے شیخ جنید رح نے کہا کہ اول معرفت سے زندہ کیا پھر اوقات غفلت سے مردہ کیا پھر فتور کے بعد جذب سے زندہ کیا پھر سب سے جدا کرکے تمکو وصل حقیقت فرمائیگا سلہ اتنے احسانات پر بھی اوسکا شکر ادا نہین کرتا سلہ ابن ابی حاتم (در) ۱۲

جب اپنی الوہیت وقدرت ثابت فرمائی تو اوس کے بعد بعض مناسکِ عبودیت کو ارشاد فرمایا

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا هُمۡ نَاسِكُوۡهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الۡاَمۡرِ وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى

هُدًى مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ وَاِنۡ جٰدَلُوۡكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ اَللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۝ ہم نے ہر ایک اُمت کے لئے ایک عبادت کا طریقہ

مقرر کردیا ہے کہ وہ اسپر چلتے ہین تو اونکو چاہئے (اے نبی) کہ تم سے اس امر (دین) مین نہ جھگڑین

منسکا ھم ناسکوہ ۔ حاکم نے اور تصحیح بھی کی اور امام احمد اور بیہقی شعب الایمان مین امام علی بن امام حسین علی جدہما وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ذبحاھو ذالجوہ الخ (در) عبد بن حمید نے عکرمہ سے بھی اسیطرح تخریج کی (در) ابن منذر مجاہد سے کہ مشرکین جھگڑا کرتے تھے اس بات مین کہ تم اپنے ہاتھ کے ذبح کئے ہوے جانور تو کھالیتے ہو۔ اور اللہ کے ہاتھ کے ذبح کئے ہوے (یعنے مردار) نہین کھاتے (در) تو اس روایات پر نسک کے معنے ذبح کے ہین۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر امت کے لئے حلال جانور ذبح کرنیکا خاص قاعدہ مقرر کر رکھا تھا۔ اب اہلِ اسلام کے لئے بھی ایک قاعدہ ذبح کا معین کردیا تو چاہئے کہ اسی کے عامل رہین جھگڑا نہ کرین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ وہ عید ہے (ابن جریر) صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ نسک عبادت کو بھی کہتے ہین تو اُس کے عام معنے شریعت لینا چاہئے تا یہ سب معنی اس مین داخل ہو جائین وادع الی ربک گویا اللہ تعالےٰ نے گذشتہ امتون کی اتباع اور سابق کی پابندی سے منع فرماتا ہے بلکہ انکو حکم فرماتا ہے کہ اب اس سے رجوع کرکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم کرو اسلئے وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ فرمایا۔ یعنے آپکی دعوت عام ہووے۔ کسی اُمت کو خاص طور سے نہو۔ کیونکہ سب آپکی اُمت مین داخل ہین (کبیر)۔

وان جادلوک ۔ یعنے اگر ان دلائل مین نظر نکر کے کٹ حجتی اور رسم وعادت کی پابندی اختیار کرین تو وعید شدید سنادو کہ اللہ کو تمھارے سب عمل معلوم ہین۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی۔ ۱۲

اور تم اپنے پروردگار کی طرف بلاتے چلے جاؤ ۔ بلاشبہ تم سیدھی راہ پر ہو ۔ اور (اے نبی ﷺ) اگر (اسپر بھی)

جھگڑین تو کہدو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے جس مین تم اختلاف کر رہے ہو اللہ قیامت کے

دن تم مین فیصلہ کر دیگا ۔ چنانچہ جو اُمت موسیٰ علیہ السلام کی تھی وہ عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوے تک توریت پر چلتی تھی اور انہون نے اُسی کو اپنی شریعت بنالیا تھا ۔ پھر عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تک انجیل پر لوگ عامل رہے ۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے بعد اب تمام امتین قیامت تک ایک ہی امت ہے ۔ جنکی عبادت کا طریقہ قرآن بتلا رہا ہے ۔ اب جھگڑا کرنے کا کونسا موقع ہے ع در نور آفتاب چہ جاے تامل است ۔ اگر اس ظہور حق اور لزوم حجت کے بعد بھی مجادلہ کرین تو اللہ تعالےٰ کافرون اور مسلمانون کے درمیان قیامت مین ثواب وعقاب کا فیصلہ کر دیگا ۔ جسطرح دنیا مین حجج وآیات سے فیصلہ فرمایا ہ

سنت جی کے جھگڑے تجھے سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے	جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

جب قیامت مین اپنی حکومت کو ثابت فرمایا اوسکے بعد اپنی وسعت علمی کو بیان فرماتا ہے یعنے ہر ایک جس بات کا مستحق ہے ہم اوس کے حال سے آگاہ ہین تو حکم بھی عدل سے ہوگا

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ○

اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۔ قلم کا لوح محفوظ مین اُن باتون کا لکھنا کہ جو آیندہ ہونے والی ہین یہ اللہ تعالےٰ

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞

(اے مخاطب) کیا تو نہین جانتا کہ جو کچھ آسمان و زمین مین ہے اللہ کو معلوم ہے۔ بے شک یہ سب کچھ کتاب (لوح محفوظ) مین لکھا ہوا ہے۔ کچھ شک نہین کہ سب کچھ اللہ کے لئے آسان ہے۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہین جسکی اُسنے کوئی سند نہین اُتاری اور نہ اُن کے پاس اُسکی کوئی عقلی دلیل ہے۔ اور ان ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین۔ اور جب اُن کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو (اے پیغمبر) تم ان کافرون کے چہرے سے ناخوشی پہچانتے ہو۔ (یہان تک کہ) نزدیک ہوتے ہین کہ اون لوگون پر حملہ کر بیٹھین جو اون کے روبرو ہماری آیتین پڑھتے ہین۔ (اے پیغمبر) کہدو کہ اس سے بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶۱) آسان ہے۔ ابن جریج کہتے ہین کہ اُسکو روز قیامت مین حکم کرنا آسان ہے (ابن جریر) لیسیر قال ابن عباس ہین (در) یسطون یطش ہین فرا و زجاج نے کہا السطو شدۃ البطش والوثوب مراد اس سے یہ ہے کہ انکو یہ بات نہایت ہی بُری معلوم ہو کر حملہ کرنا چاہتے ہین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یبطشون اخرجہ عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم (در) اَلنَّارُ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ گویا کہ کہنے والے نے کہا کہ اُس سے بُری کیا شے ہے تو کہا گیا ھُوَ النَّارُ یعنے وہ دوزخ ہے۔ اور وَعَدَهَا اللّٰهُ جملہ مستانفہ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اَلنَّارُ مبتدا ہو اور وَعَدَهَا اوسکی خبر (کبیر) لہ قال ابن عباس ان ذالک العلم فی کتاب یعنی فی اللوح المحفوظ مکتوب قبل ان یخلق السموات والارض اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ (در) یعنی ان ساری باتونکا حال لوح محفوظ مین آسمان و زمین کے پیدا ہونیکے پہلے ہی سے لکھا ہوا ہے ۱۲ ۵ بلکہ صرف اپنے باپ دادونکو جسطرح پایا بلا دلیل انھین کی تقلید کرنے لگ گئے گو وہ اللہ و رسول کے خلاف ہی کیون نہو۔

بدتر تمھین ایک چیز بتاؤن! وہ دوزخ ہے۔ اللہ نے کافرون سے جسکا وعدہ کیا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا
ہی۔ مراد یہ ہے کہ تمکو آیتین سنکر اسقدر غصہ آتا ہے توجسوقت تم دوزخ مین جاؤگے تو اُسوقت اُس سے
زیادہ تم کو رنج وغم ہوگا۔ ابن کثیر نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اہلِ ایمان تلاوت کرنے والون پر جو تم حملہ
کرنے سے بُرائی پہونچانی چاہتے ہو اس سے زیادہ جو تمھارے واسطے مُہیّا ہے وہ تم کو بتلا دون! وہ
آتشِ جہنم ہے۔ جب کافرون کا ذکر فرمایا کہ بتون کی بغیر دلیل نقلی وعقلی کے پرستش کرتے ہین۔
اب اون کے فرضی معبودون کی ضعف وناتوانی کا اظہار فرماتا ہے یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ 22

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

یا ایھا الناس۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت بت کی مذمت مین نازل ہوی (درمنثور از ابنِ مردویہ)۔
اور جب اُن کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتین پڑہی جاتی ہین۔ عرائس مین ہے حق عزوجل نے بیان فرمایا کہ شواہد ملک
وملکوت کے جو موجود نظر آتے ہین سب کے سب اس انتظار مین ہین کہ خطابِ ازل کو سنین اور شوق کے کان لگائین
کہ معادنِ صفات کی خوشبو پائین یعنے کلام قدیم سے معطر ہون اور ملائکہ وارواح سماعِ غیب کے منتظر ہین کہ اپنے
کانون سے سنین او رعقول ملکوتی سے سمجھین پس جب رسول مکرم اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خطابِ ازل
سے مخاطب کیا تو اُن کے اسرار اور تمام مخلوقات کے اسرار منجذب ہوکر مواقعِ خطاب کی طرف جاتے ہین اور نورِ حق جلشانہ
اونپر پڑتا ہے پس وہان سے منور بنورِ صفات ہوجاتے ہین اور یہ نوران عارفون کے چہرون سے ظاہر ہوتا ہے یا جو
اس حال مین و اصل ہین و لیکن دیکھنے والے وہی لوگ ہین جنکی نظر قابلِ انوارِ ملکوتی ہے اور نورِ خطاب سے موجودات کا
ہر ذرہ نظر آتا ہے۔ رہے وہ لوگ جو غبی جاہل وبارگاہ کبریائی ازلی سے ملعون مردود مطرود ہین وہ تاریکی جہالت مین
نور سے بہت دور پڑے ہین اور پردۂ ضلالت اون کو قہر کے ظہور مین ڈھانپے ہوسے ہے اُن کے کان البتہ سماعِ قرآن
سے بعوارضِ امتحان محجوب ومحروم ہین اور انکار سے اون کے اسرار کی سیاہی اون کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہے

لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ○

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے

تو اُسکو کان لگاکر سنو۔ کہ خدا کے سوا جنکی تم عبادت کرتے ہو۔ ایک مکھی بھی نہین پیدا کرسکتے اگرچہ

اوس کے (پیدا کرنیکے) لئے سب اکٹھے ہوجامین۔ (پیدا تو کیا کرسکتے) اگر مکھی اُن سے کچھ چھین کر

لے جائے تو اُس سے اُسکو چھڑا نہین سکتے۔ کمزور ہے طالب بھی (یعنے بت) اور مطلوب بھی (یعنی مکھی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶۳) جس بندے کو اللہ تعالے نے بصیرت عطا فرمائی ہے وہ اسکو دیکھ لیتا ہے اور ان کافرونکی کمال شقاوت سے یہ بات ہے کہ نور وجلال وازل وکمال مین سے کچھ نہین پہچانتے ہین کاش وہ مصدرِ قہریات ہی کو پہچانتے جسنے اُن کو اس میدانِ غفلت مین خوار کیا ہے کیونکہ اگر وہ اپنی معادنِ فطرت کو پہچانتے تو قرآن وغیرہ جسکا ظہور معادن لطف سے ہوا ہے اس سے مخالفت نکرتے کیونکہ جمیع مصادر از لیہ جمیع وجوہ سے واحد ہین شیخ ابوبکر بن طاہر نے فرمایا کہ جو لوگ رب عز وجل سے اعراض کرتے ہین اُن پر آثار وحشت وتاریکی کے ظاہر ہوتے ہین کیونکہ نور سے خلافِ ظلمت کا ظہور ہوتا ہے اسلئے ظاہر پر روشنی اسرار کی ہے اور اسرار کو روشنی صرف نورِ حق جل شانہ سے ہوتی ہے پس جس شخص کا سرِ باطن نور سے خالی ہے اوسکے ظاہر پر آثارِ نور کہان سے ظاہر ہون گے اور جب بجائے نور کے باطن مین سیاہی ہو تو اوسکے ظاہر پر بھی سیاہی ظاہر ہوگی۔ پھر ہوشیار رہنا چاہئے کہ جو کوئی عوض واجرت ومخلوق کو نظر مین رکھے وہ تاریکی مین رہیگا جبتک کہ وہ حق عز وجل کے واسطے اخلاص نکرے اور حق تعالے کے ساتھ کسی کو مشاہدہ نکرے تو اوسوقت البتہ اوسپر مشاہدۂ حق عز وجل کا نور ظاہر ہوگا۔ ۱۲ حق قل زہ

ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ جو مکھی سے بدلہ نہ لے سکے اُسکو اللہ کے ساتھ عبادت مین شریک کرتے ہین (در) لہ حدیث صحیح مین ہے کہ اُس کے ایک پر مین بیماری اور دوسرے پر مین شفا ہے لیکن وہ اپنا وہی پر مارتی ہے جس مین بیماری ہے اور جب کھانے مین گر پڑے تو چاہئے کہ اُسکو غوطہ دیکر نکال کر پھینکدین۔ لہ اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ضعف الطالب الھتکم والمطلوب الذباب (در) ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ طالب سے مراد کافرین اور مطلوب سے مراد صنم (در منثورا) دونون طرح بھی معنی ٹھیک ہوتے ہیں

اُنہون نے اللہ کی قدر جیسی کہ چاہئے تھی نہ جانی۔ بے شک اللہ قوت والا زبردست ہے۔ جب اِکٹھے ہو کر ایک مکھی پیدا کرنا محال ہے تو اکیلے ہونکی صورت مین بطریق اولے غیر ممکن۔ اچھا خلق و بجا کو چھوڑ دو اوس سے جو سہل کام ہے یعنے مکھی کا مقابلہ اسطرح کہ وہ بیچاری ناتوان اُنکی خوشبو لی سے کچھ چھین لے تو اس سے چھڑا نہین سکتے۔ جب اپنا بدلا ایک کمترین مخلوق الٰہی سے نہین لے سکتے تو پھر اپنے عابدونکی دستگیری ہو چکی **فائدہ** ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے اللہ پر ہی بھروسہ رکھے اور تمام مخلوق کو اُسی کے قبضہ جبروت مین عاجز سمجھے بعد متعلق اُلوہیت متعلق نبوت کا ذکر فرماتا ہے یا یہ کہ بتونکی تعظیم کا ابطال فرماکے پیغمبرون کی عظمت بیان فرماتا ہے۔ یعنے کوئی شئے بالذات معظم نہین تو کسی طرح مستحق پرستش بھی نہین۔ ہان فرشتون اور پیغمبرون کو جو یہ منصب بزرگی اور علو درجہ میسر ہوا ہے تو خدا ہی کا دیا ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ

اللہ فرشتون مین سے پیغام پہونچانے والون کو انتخاب کرلیتا ہے۔ اور آدمیون مین سے (بھی)۔ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو اُن کے روبرو اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور اللہ ہی کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہین یعنے اپنے رسولون کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا جاتا ہی اُسکو جانتا ہے۔ اور وہ اُنکا نگہبان و مددگار رہے بعد الٰہیات و نبوات کے شرائع و احکام کا بیان

لہ یعنے تمام امور کا وہ بالذات مالک ہے۔ تمام امور مرجع اُسکی طرف ہے وہ کسی کو برگزیدہ کرے یا جو کچھ کرے اُس سے کوئی پوچھ نہین سکتا۔ بلکہ وہ سب پوچھے جائینگے۔

فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؀ ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہونچو۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا سے نماز کا خاص حکم فرمایا پھر

عام اُس مین سے قولہ تعالے۔ ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ یہ مقام مراقبہ مین مکاشفہ کا ہے۔ یعنے جب مشاہدۂ کبریائی کا شہود ہو تو رکوع کرو اور جب مشاہدۂ عظمت کا شہود ہو تو سجدہ کرو اور جب مشاہدۂ ربوبیت کا ہو تو توحید الٰہی مین فنا ہو جاؤ۔ قولہ تعالے۔ اور نیکی کرتے رہو۔ یعنے طالبان معرفت کو تعلیم و تربیت کرو اور اُنکو آگاہ کرو۔ قولہ تعالے۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو۔ میرے ہی فضل سے تم مجھے پاؤ۔ اور خود فنا ہو کر میری بقا سے باقی ہو جاؤ۔ اور اللہ کی راہ مین محنت کرو جیسا کہ محنت کرنے کا حق ہے۔ یعنے فنا فی اللہ ہو جیسے چاہئے ہے حتے کہ بعد فنا کے اوسکی بقا مین تکو فنا ہونا یاد بھی نہ ہو ورنہ ہنوز یقیناً فنا موجود ہے۔ پس اُسوقت تم بالکل فنا ہو کر اوس کے وجود کو اُسی سے دیکھو گے اپنے دیکھنے سے نہین دیکھو گے پس اسیواسطے تکو اجتبا کیا کیونکہ اُس سے تم اُسکا مشاہدہ پاؤ گے اور جب مشاہدہ پاے تو اُسی مین فنا ہو جاؤ گے۔ پھر بیان فرمایا کہ اس دین شریف اور طریق مستقیم مین حرج و غیر ممکن تکلیف نہین ہے بمشاہدۂ جمال ازلی سے فنا آسان ہے۔ کیونکہ جس نے دیکھا وہ عاشق ہوا اور جو عاشق ہوا وہ خوش عیش مین اس کدورت سے نابود ہوا۔ اور اپنے آپ کو قربان کرنا اُسپر سہل و آسان ہے حتے کہ آگ مین جلنا و قربان ہونا اُسکے نزدیک عیش ہے۔ لہٰذا فرمایا تمھارے باپ ابراہیم کا دین تمھارے لئے تجویز کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی ملت عشق مین خلت و محبت و انقیاد و طاعت و تسلیم و رضا ہے اور وجود کو کرم اور جوانمردی سے قربان کرنا اور آگ مین کود پڑنا اور لڑکے کو ذبح کرنا انھین کا شیوہ ہے۔ اُسی نے تمھارا نام مسلمان رکھا۔ پہلے سے اور اس مین بھی۔ اور کہا کہ ابراہیم نے تم لوگون مین یہ استعداد دیکھی تو تمھارا نام مسلمین رکھا۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنین حبیب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم مین مشاہدہ ان اوصاف کا فرمایا وہ تمھارے گواہ ہین اور انہون نے معارف الٰہی جلشانہ کی تم کو تعلیم دی۔ اور تم لوگون پر گواہ ہو۔ وہ لوگ جس حال مین گذرے پہچانتے ہو اور رسولون نے اُنکو دعوت پہونچائی تم جانتے ہو پھر ان صحابہ

وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ مین عام کردیا پھر اُس سے بھی زیادہ عام کرکے وَافْعَلُوا الْخَیْرَ فرمایا یعنے ہر طرح کے تقرب کے کام کرو جس طرح صلۂ رحام وعیادتِ مریض وغیرہ۔ پھر لعلکم تفلحون فرمانے مین اسطرف اشارہ ہے کہ جب اچھے کام کرلے تو ثواب فلاح کے امیدوار رہو۔ کہین اعمال پر یقین اور بھروسہ نہ کرو امام ابو قاسم انصاری فرماتے ہین کہ کلمہ لعلّ جو ترقی و امید کے لئے ہے آگاہ کررہا ہے کہ بہت ہی کمتر ایسا ہوگا کہ آدمی سے ادائے فرایض مین تقصیر نہو۔ اور وہ یقین نہین کرسکتا کہ جو اُسنے کیا وہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) تابعین و اتباع سب کو نماز قایم کرنے کا حکم دیا اور زکوۃ ادا کرنے کو تعلیم فرمایا کہ نعمت کا شکر کرین یعنے نماز کے مقامِ مناجات مین مجھے ڈھونڈو اور ہمت کے ساتھ نماز مین داخل ہو اور دنیا وما فیہا سب سے تجرید کرکے اپنی جان کو قربان کرو اور تم اِن سب مقامات مین میرے وصول کی توفیق مجھسے چاہو اور مجھی سے استعانت چاہو لہذا فرمایا اور اللہ ہی کا سہارا پکڑو وہی تمھارا کارساز ہے۔ ناصر و مولیٰ ازل مین تھا۔ تو کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اوسکے سوائے کوئی مولےٰ نہین ہے۔ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے جسکو خوار کیا اُسکا کوئی نام نہین۔ اور جسکو نصرت دی وہ کبھی خوار نہین شیخ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حق المجاہد قلب پر ہے کیونکہ نفس بمقابلۂ حق مجاہدہ کے نہین ٹھیر سکتا ہے۔ اور حقِ مجاہدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی چیز کو اختیار نکرے۔ جیسے اُس نے تم کو اختیار کیا۔ بعض مشایخ نے کہا کہ مجاہدہ کئی قسم کا ہے ایک مجاہدہ کافرون اعداء کے ساتھ۔ دوم مجاہدہ شیاطین کے ساتھ سوم مجاہدہ نفس کے ساتھ اور یہی مجاہدہ سب سے زیادہ سخت ہے اور یہی جہاد فی اللہ ہے اور یہی روایت حدیث مین بیان ہوئی ہے کہ ہمنے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔ یعنے مجاہدۂ نفس کیطرف رجوع کیا۔ اسطرح کہ نفس کو اتباع اوامر اور اجتناب نواہی پر مضبوط قایم کرین۔ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اعتصام باللہ۔ خواص کا مرتبہ ہے۔ اور اعتصام بحبل اللہ عوام کا مرتبہ ہے۔ پھر اعتصام بحبل اللہ کے یہ معنے ہین کہ سنت کے موافق احکام آلہی بجالائے۔ اور ممنوعات سے اجتناب کرے اور اعتصام باللہ یہ ہے کہ سِرِّ باطن وقلب کو ایسے امور سے محفوظ رکھے جو اللہ تعالےٰ سے غافل کرکے اپنی طرف مشغول رکھین۔ اور ہمیشہ مراقبہ مین رہے۔ ۱۲

پاس مقبول ہو کیونکہ انجام کار مخفی ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ۔ بعد عبادات ہر دینی کام مین دل سے
کوشش کرنیکا حکم دیکر سورہ کو ختم فرماتا ہے وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۚ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ
فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۚ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۞ اور اللہ کی راہ
مین محنت کرو جیسا کہ محنت کرنیکا حق ہے۔ اُس نے تم کو انتخاب فرمایا اور دین کے بارے مین تم پر
کسی طرح کی سختی نہین کی۔ تمھارے باپ ابراہیم کا دین تمھارے لئے تجویز کیا۔ اُسی (خدا) نے تمھارا نام
مسلمان رکھا۔ پہلے سے اور اس (قرآن) مین بھی۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنین اور تم لوگون پر گواہ
بنو۔ تم نماز قایم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ ہی کا سہارا پکڑو وہی تمھارا کارساز ہے تو (کیا ہی)
اچھا کارساز ہے اور (کیا ہی) اچھا مددگار۔ جہاد عام ہی زبان سے حال سے جان سے خواہ نفس
خواہ کفار سے یعنے ہر طرح سے اللہ کی راہ مین کوشش کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجاہد
یعنے جہاد کرنیوالا وہ ہے جس نے طاعتِ الٰہی مین اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا غرض جسمین نفس کو

ع ۱۰ / ۱۴

لـه بروایت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترمذی و ابن حبان) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیہقی
شعب الایمان مین بزیادت روایت کیا ہے۔ جب یہ حدیث صحیح موجود ہے تو اوس حدیث بیہقی سے اور بھی تقویت ہوگی وہ
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپس ہو کر فرمایا کہ ہم جہادِ اصغر سے واپس ہو کر جہادِ اکبر کی طرف آئے "
(جہاد اصغر سے مراد جہاد مع الکفار ہی۔ اور جہاد اکبر سے مراد مع النفس ہی) اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے ۱۲۔

تکلیف پہونچے وہی جہاد ہے۔ پھر فرمایا ھواجتبٰکم۔ یعنے اس نے اپنی رحمت سے تم کو اپنی عبودیت وخدمت کے لئے برگزیدہ کیا۔ اس سے زیادہ کونسا شرف اور کونسا مرتبہ ہے ؎

ہر بندہ کہ آزاد شود شاد شود	من شاد از انم کہ ترا بندہ شدم

اور تمکو امتِ محمدی بنا کر سب امتون سے بڑھا دیا۔ اور ایسی فضیلت وشرف وخصوصیت دی کہ تمھاری شریعت بھی سب شریعتون سے کامل اور تمھارے رسول بھی سب رسولون سے افضل۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔ پھر فرمایا مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنے ایسے کام کا تمکو حکم نہین کیا جو تم سے نہ ہو سکے۔ چنانچہ نماز جو اعظمِ ارکانِ اسلام ہے۔ حضر مین چار تو سفر مین دو۔ وقت خوف پیدل اور سوار اور قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو ہر طرح جائز۔ قیامِ نماز بسبب عذر کے ساقط۔ بیمار بیٹھکر ادا کرے جو اسطرح بھی نہ ہو تو لیٹ کر۔ اسیطرح تمام فرایض وواجبات مین ہر طرحکی تخفیفات ہین۔ اسلئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ یعنے مین ملتِ حنیفیہ آسان کے ساتھ مبعوث ہوا ہون۔ اور معاذ و ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو امیر بنا کر یمن کی طرف روانہ فرماتے وقت فرمایا۔ کہ تم دونون خوشخبری دو۔ نفرت نہ دلاؤ۔ آسانی کرو سختی نہ کرو۔ اس باب مین اور بہت سی احادیث ہین اسیواسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین حرج سے مراد ضیق یعنے تنگی اور سختی ہے۔ پھر فرمایا مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ابراہیم علیہ السلام عرب کے قطعًا باپ تھے اور باقی لوگ عرب کے ساتھ انکو مثل باپ کے جانتے تھے اور

حق تو یہ ہے کہ نبی کی حرمت وتعظیم باپ کی طرح بلکہ باپ سے بھی زیادہ ہے اسلئے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
مِنْ اَنْفُسِہِمْ فرمایا اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بجائے پدر ہین تو جو آپکے بیٹے ہین
وہ ہمارے پدر ہوے۔ چنانچہ ازواج طاہرات کے متعلق فرمایا وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ ازواج طیبات
رضی اللہ عنہن کو مان کہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ نہ کہنے مین یہ نکتہ ہے۔ کہ آپکی تعظیم
باپ سے بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ ہے۔ اور دوسرا یہ نکتہ ہے۔ کہ قیامت مین باپ بیٹے کو چھوڑ دیگا
چنانچہ فرمایا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ۔ برخلاف اس پدر شفیق کے کہ صراط پر اُمت کیلئے
بیقرار ہے رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ کا وظیفہ ہر بار ہے۔ میزان کے پاس آکر کھڑے ہین کہ وزن اعمال
ہوکر کون سوئے جنت اور کون جانب دوزخ جاتے ہین ؎

روز قیامت شود پلۂ میزان نہند	خلق بجنت رود من نگرم سوئے تو

پیاسون کو حوض کوثر پر پانی پلانے موجود۔ خیال آتا ہے کہ اُسدن دونون عالم کا سردار مخدوم
اپنی پیاری اُمت کی خدمت پر کیون آمادہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ وہی شفقت پدری کا جوش ہوگا۔
اُسدن کی تشنگی سے اُمت کی بدحواسی وپریشان حالی دیکھی نگئی تو خود ہی جام کوثر بھر بھر کے دینے
لگے خلیق ؎

رحمت عالم جو ساقی ہون تو پھر	حوض کوثر پر رہین میخوار سب

میان اسوقت آپ کے غلام کو رقت طاری ہو رہی ہے۔ بے ٹھکانہ دل اسطور سے پکارنا چاہتا ہے

کہ اے باباجان ہم نالائق لڑکونکی بھی خبر لو خصوص اُسوقت مین نہ بھولو۔ لیکن سرکار یہ بھی بے ادبی ہوی معاف کیجے۔ غلامونکا غلام باپ کہکے کسطرح پکارے۔ ہان اے دل ادب سیکھ اور اسطرح پکارا اے حضرت زہرا علیہا کے والد مکرم۔ اے حضرت حسنین علیہما کے پدرِ مشفق اپنی پاک بیٹی کا طفیل اپنے پیارے نواسونکا صدقہ اپنی معیت سے سرفراز کیجے۔ کوئی لحظہ آپ سے دوری نہ ہونے پائے۔ یہ حجابِ غفلت اُٹھ جائے ہ

پھر وہی رنگ روپ ہو جائے	ساتھ سورج کے دہوپ ہو جائے

بعضے سست عقیدہ اس تقریر سے متعجب ہو کر کہین گے کہ تفسیر سے اسکو کیا تعلق۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ جبتک محوِ رسالت مآب صلعم نہو اللہ کا وصال محال ہے اسی لئے اپنا یہ حال ہے خلیق ہ

یاد ہے مصحفِ رخ کی مجھے ہر آن دل مین	دور اسطور سے کرتا ہون مین قرآن دل مین

یہ شعر سنکر تو اور بہی لوگ بولا ہون گے کہ ہم تو تفسیر کے متعلق کہتے تھے لو اب تو مصحف بھی کہدیا۔ اوسکا جواب یہ ہی کہ ہم نے اُسکی اقتدا کی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہے۔ صحابہ نے روے مبارک کو مصحف سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث صحیح مین کَاَنَّہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ آیا ہے۔ ایک حدیث[۲] مین ہے اَلْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً مِنَ الْکَعْبَۃِ۔ جب مومن کامل کا یہ حال ہو تو سید الکاملین صلعم کی عظمت کو سوچو اور سمجھو ؎

لہ صحیح مسلم مین ہے کہ جو ایکبار مجھپر درود بھیجے تو اللہ تعالی اُسپر دس مرتبہ اپنی رحمت بھیجتا ہے سبحان اللہ اُسی کو منظور ہے کہ کسی طرح اُس کے بندے اسکے محبوب کی یاد مین رہین۔ زہے طالع اس اُمت مرحومہ کے کہ اُن کا جو محبوب ہے وہ خدا کا محبوب ہی ہ اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعوے ؛ بندونکا بھی کیا حوصلہ اللہ غنی ہے ؛ ۲ہ ابن ماجہ نے دو سندون سے اسکو روایت کی ۱۲

تمت

للہ الحمد کہ پارہ اقترب سنہ ۱۳۳۲ ھ شہر رمضان المبارک مین تمام ہوا اسکے بعد اگر خدا چاہے تو پارہ قد افلح و سورہ مومنون شروع ہوتا ہے ۱۲